

ایمیتنا اب النعمان عن قضاوی النعمان

میں نے اپنے اس وقت کے دوستوں سے کہا کہ
اگر آپ کو یہ کتاب پڑھنی ہے تو اسے
اپنے دل سے پڑھیں۔

الطیبة للنشر والتوزيع
Alkhayat Alkhayri



اجتناب العمال عن فتاوی الجہال

(قوت نازلہ پڑھنے کے بارے میں ایک فتویٰ کا رد)

مسئلہ از شہرہ من علماء ری پبلکیز مسلمانہ الدین صاحب ۲۶ جمادی الاخریٰ ۱۳۱۶ھ
 کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید وہابی نے اول چند رسائل عقائد و دہائیت و
 گستاخی شان سلطان دین پر مشتمل طبع کئے جس پر علمائے کبیری وغیرہ نے ۱۳۱۳ھ میں اُس کی دہائیت پر فتویٰ دیا
 اُس نے باصرہ جامعہ اہلسنت مجبور ہو کر اپنے محقق کے لئے ربیع الاول ۱۳۱۴ھ اُس وقت ایک پرچہ باظہار
 قوتہ چاپ کر شائع کر دیا جب اہلسنت اُس کی طرف سے مٹتی ہو گئے تو اُس نے اپنے اُسی زمانہ سابق و دہائیت
 کی تقریرات سے ایک تقریر حال کی بنا کر ظاہر کی جس کا تاریخی نام "فردی سوال" لکھا ہے جس سے وہی ۱۳۱۳ھ
 پیدا ہے اگرچہ آخر میں ۱۳۱۵ھ لکھ دیا ہے اس تحریر پر وہ طالب مباحثہ ہے اور چند شرائط بحث لکھے ہیں جو
 تحریر خاص اُس کے قلم کی تھی مگر قوتہ نامہ و شرائط مباحثہ حضرات علمائے اہلسنت کے ملاحظہ میں ملنے
 کو کے چند امور کا استفسار ہے،

(۱) اس تحریر میں جو کلمہ اُس نے قرار دیا کہ نماز فجر میں قوتہ پڑھنا وقت فتنہ و فساد و غلبہ کفار جائز و باقی
 وغیرہ منسوخ ہے اور باقی کسی سختی مثل طاعون و دہائیت وغیرہ کے وقت جائز نہیں یہ حکم تفصیلی ہمارے
 ائمہ کا ہے یا اُس کا اپنا اختراع ہے۔

(۲) طاعون یا دہائیت کے لئے قوتہ ماننے کو کذب و بہتان بتانا علمائے کرام و فقہائے اعلام کی شہادت
 میں گستاخی ہے یا نہیں؟

(۳) اس تحریر کے مضامین و الفاظ و طرز بیان و اخلا و انشاء سے اس شخص کا بے علم و جاہل و منصب فتویٰ کے ناقابل ہونا ظاہر ہے یا نہیں۔

(۴) اگر ظاہر ہے تو ناقابل کو مفتی بننا حلال ہے یا حرام اور اس کے فتوے پر حرام کو احکام دیا جائے یا نہیں؟
 (۵) اُس نے اس تحریر میں جو سنیوں کی تقریریں لکھی ہیں اگر ان سے اُس کا مطلب ثابت نہیں تو آیا یہ امر صرف اُس کی جہالت و بے علمی سے ہے یا کہیں یہ دیا جاتی اور حرام کو فریب دہی بھی پیدا ہوتی ہے؟
 (۶) جو اس تحریر ضروری سوال کو صحیح و درست بتائے وہ جاہل و نا فہم ہے یا نہیں؟
 (۷) شرائط مباحثہ جو اُس نے لکھے ہیں وہ اُس کے اگلے اشتہارِ قہر کے خلاف ہیں یا نہیں اور اُس سے اُس کی قدیم و ثابت کی بوسیدہ ہوتی ہے یا نہیں؟ یعنی اتوجہ و

الجواب

اللهم لك الحمد تحریرات مذکورہ نظر سے گزریں، ضروری سوال میں جو حکم اختیار کیا بعض خلاف تحقیق ہے ہمارے اندر کرام کی تصریحات کتب متونی دیکھے تو عموماً یہ ارشاد ہے کہ غیر دوسری قنوت نہیں ان میں وقت غلبہ کفار کا بھی کہیں استثنائیں نہیں اور اگر تحقیقات جمہور شاریین پر نظر ڈالنے تو مطلقاً نازل کے لئے قنوت لکھے ہیں خاص فتنہ و غلبہ کفار کی ہرگز قید نہیں لگاتے۔ غلبہ شرع میں ہے

قال الحافظ ابو جعفر الطحاوی اغلا یقنت
 عندنا فی صلوة الفجر من غیر بلیة فاذا
 وقعت فتنۃ او بلیة فلا باس بہ لیلۃ
 یعنی امام ابو جعفر طحاوی نے فرمایا نماز فجر میں ہمارے یہاں قنوت نہ ہوتا اُس وقت ہے کہ کوئی بلا و مصیبت نہ ہو جب کوئی فتنہ یا کسی قسم کی بلا واقع ہو تو نماز میں قنوت پڑھنا مضائقہ نہیں۔

شرح نقایہ برجندی میں ہے: فی الملتقط قال الطحاوی فذکر نحوہ یعنی امام ناصر الدین محمد سرحدی نے ملتقط میں امام طحاوی کا قول مذکور نقل فرمایا۔ بکرا راقی میں ہے:

وفی شروح النقایۃ معزنا الی النقایۃ و انت
 بیان کیا کہ اگر مسلمانوں پر دمعاۃ اللہ کوئی سختی آئے تو نزول بالمسلمین فانت لہ فتنۃ الا حادۃ الخ۔
 امام قنوت پڑھے الخ

۲۲۰ ص	مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور	صلوۃ الوتر	سہ غنیۃ استعملی شرح غنیۃ اصلی
۱۳۰/۱	نوکلشور بکھنر	فصل الوتر	سہ شرح نقایہ برجندی
۴۴/۲	مطبوعہ ایچ ایم سید کمپنی کراچی	باب الوتر والنوافل	سہ بکرا راقی شرح کنز الدقائق

منہ الخائف میں ہے

کذا فی شرح الشیخ اسمعیل مکنہ عزاء
فی غایۃ البیان ولما جدد المسألة فیہما
فخلعهما اشتبه علیہ غایۃ المسروچی لغایۃ
البیان لکنہ نقل عن البایۃ ما نصہ اذا وقعت نازلة
قوت الامام فی الصلوۃ الجہریۃ وقال الطحاوی لا یفت
عندنا فی صلوۃ الخفی غیر بلیۃ اما اذا وقعت فلا بأس بہ
اور انہیں نے غایۃ امام یعنی سے نقل کیا کہ جب کرتی سختی واقع ہو امام قوت پڑے اور امام طحاوی کا
وہی ارشاد ذکر فرمایا — اُسی میں ہے ۔

(قولہ ولہما انہ منسوخ) قال العلامة نوح
أفتدی هذا علی اطلاقہ مسلخ فی غیر
النوازل واما عند النوازل فی القنوت
فی الفجر فینبغی ان یتابعہ عند الطل
لان القنوت فیہا عند النوازل لیس
بمنسوخ علی ما ہوالحقیق کما مشرانہ

اشبہاء والنظار میں ہے

فی فتح القدیر انہ مشروعیۃ القنوت
لننازلۃ مستمرة لو تنسخت
اُسی میں ہے :

ذکر فی المساجد انہ ہاج قال الطحاوی الخ

یعنی اسی طرح پر مسئلہ شرعی شیخ اسمعیل لندرد و الفجر
میں ہے انہوں نے اُسے غایۃ البیان علامہ اعلیٰ
کی طرف نسبت کیا مگر مجھے غایۃ البیان میں نہ ملا
شاید غایۃ مسروچی سے اشتباہ ہو لیکن اس نے بیان
سے نقل کیا جس کی عبارت پر یہاں جب کوئی سختی آئے تو امام
جہری نماز میں قنوت پڑھے اور طحاوی نے فرمایا ہمارے نزدیک
فجر میں نیز نصیبت فرماتے امام جب نصیبت نازل ہو تو قرآن نہیں پڑھتا
اور انہیں نے غایۃ امام یعنی سے نقل کیا کہ جب کرتی سختی واقع ہو امام قوت پڑے اور امام طحاوی کا

یعنی علامہ نوح آفتدی نے فرمایا جب سختی کسی شافعی
کے پیچھے نماز پڑھے تو نیز کسی نازلہ کے قنوت میں
اس کا اتباع نہ کرے کہ وہ ہمارے نزدیک منسوخ
ہے لیکن بلاؤں کے وقت صبح میں ہمارے سب
اماموں کے ہاں مقتدی کو باجماع امام قنوت پڑھنا
چاہئے کہ تحقیق یہی ہے کہ سختیوں کے وقت نماز صبح
میں قنوت منسوخ نہیں۔

یعنی فتح القدیر میں ہے کہ سختی کے لئے قنوت پڑھنے
کی شرعاً اجازت برابر مل آئی ہے منسوخ نہ ہوئی۔

سراج الولاہ میں امام طحاوی کا وہ ارشاد ذکر کیا کہ کوئی
بلا آئے تو قنوت فجر میں پڑھتا نہیں۔

۲۴/۲	مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	باب الترتب والنوازل	سہ منہ الخائف علی بحر الرائق
۲۵/۲	" " " " " "	" " " " " "	" " " " " "
۲۶۱-۲۶۲	مطبوعہ دارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی	رفع الدعاء ورفع الطاعون	سہ الاشباہ والنظار غایۃ فی الدعاء ورفع الطاعون
۲۶۲-۲۶۳	" " " " " "	" " " " " "	" " " " " "

هذا الا يكون القنوت في صلوة الفجر عند
وقوع النوازل منسوخا بل يكون امورا
مستحرا ثابتا ويدل عليه قنوت من قننت
من الصلاة بعدة صلى الله تعالى عليه
وسلم فيكون المراد بالنسخ نسخ عموم
الحكم لا نسخ نفس الحكم قال في الملتقط
قال الطحاوي الخ (ثم قال) قال بعض الفضلاء
هو مذهبنا وعليه اجمعهم۔

یہ ہمارا اور جمہور کا مذہب ہے۔

روايات في عبارات بحر و شربلانی و شرح شيخ التميمي و بناء و اشتباه و غايه و غنيه و ذكر كے فرمایا و قنوت
الناس لة عندنا مختص بصلوة الفجر سختی كے لئے قنوت ہمارے نزدیک نماز فجر سے خاص ہے۔
مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے،

قال الخطابي فيه دليل على جواز القنوت
في غير الوتر قلت لكن يقيده بما اذا نزلت
نازلة وحيث لا خلاف فيه۔

کلام بیان مسئلہ قنوت نازل اور اس کے اجماعی یا خلائی ہونے کے بحث میں نہیں۔
وقد تقدم مرعن الشرنبلانی والحلي و
نوح أفندي و الطحطاوي بنسبة الف
الجمهور المشعري بحصول خلافت و
اقاد الامام ابن الهمام في الفتحة و تبعه
الحلي في الغنية ان قنوت النوازل امر

سنة حاشية الطحاوي على الدر المختار باب الوتر و التراخي مطبوع دار المعرفة بيروت ۲۸۳/۱
سنة روا المختار مطلب في قنوت النازلة - مصنفه الباني مصر ۴۹۶/۱
سنة مرقاۃ شرح مشکوٰۃ باب القنوت، الفصل الاول مكتبة ادير طان ۱۴۹/۳

کتاب القنوت میں بطریق مجرب عبد اللہ الانصاری ثنا سعید بن ابی عروبہ عن قتادہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کانت
لا یقنن الا اذا دعا لقوم او دعا علی قوم۔
نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قنوت نہ پڑھتے مگر جب
کسی قوم کے لئے یا کسی قوم پر دعا فرمائی ہوتی۔

کتاب ثلثہ مذکورہ میں ہے، اھذا سند صحیحہ قالہ صاحب تنقیح التحقيق یہ مستند صحیح ہے
صاحب تنقیح التحقيق نے اس کی تصریح کی۔ امام زیلعی نے صلب الایہ میں یہ دونوں حدیثیں ذکر کر کے فرماتے ہیں،
قال صاحب التنقیح و مستند ہذا من
الحدیثین صحیحہ و هما نص فی ان القنوت
مختص بالنازل۔
صاحب تنقیح نے اس کی تصریح کی۔ امام زیلعی نے صلب الایہ میں یہ دونوں حدیثیں ذکر کر کے فرماتے ہیں،
صاحب تنقیح نے کہا ان دونوں حدیثوں کی سند
صحیح ہے اور ان میں صاف تصریح ہے کہ قنوت قبت
مختص بالنازل ہے۔

یہ دونوں حدیثیں بھی مطلق ہیں ان میں کوئی تخصیص فقہ و غلبہ کفار کی نہیں اور شک نہیں کہ شرائع طاعان
و فح و با، زوالی قتل کے لئے دعا بھی دعا لقوم کے اطلاق میں داخل کہ یہ بھی مسلمانوں کے لئے دعائے نفع ہے
تو صحیح حدیثوں سے اس کا جواب ثابت ہوا۔

فان احتل بحمل المطلق علی التقييد قلنا
لیس هذا محلہ فامث ذکر واقعہ عین
داخلہ فی اجمال بیان لا یحصی فیہا عند
احد علی انہ انما هو مسلك الشافعیہ وانت
تظهر من نفسك الاعتماد علی مذہب
الحنفیة وقد انبات فی غضون كلامك انك
هنا بعدد اثبات مذہبهم
و صرح فی آخر الرسالة
انہما علی اصول مذہب
الکرکونی یہ ملت بیان کر کے کہ مطلق کو مقید پر محمول
کیا گیا ہے تو ہم کہیں گے کہ یہ اس عمل کا محل ہی
نہیں اگر کوئی مخصوص ایسا واقعہ ذکر کرے جو بیان
اجمال میں داخل ہو تو اس بات کا صرح مخصوص واقعہ
میں کسی کے ہاں درست نہیں، علاوہ ازیں یہ شافعی
کا مسلک ہے حالانکہ آپ مذہب حنفیہ پر اعتماد
کا اظہار کر رہے ہیں، آپ کی یہ گفتگو آگاہ کر رہی
ہے کہ آپ احناف کا مذہب ثابت کرنے کے واسطے
ہیں حالانکہ آخر رسالہ میں آپ نے یہ تصریح کی ہے

سہ مرقاة شرح مشکوٰۃ باب القنوت الفصل الثانی مطبوعہ مکتبۃ المداریہ طمان ۱۸۲/۳

سہ نصیب الایہ لاسانید الہدایۃ باب احادیث القنوت فی الفجر مطبوعہ مکتبۃ الاسلامیہ یاض ۱۳۰/۲

یہ رسالہ ہمارے امام الرحیمہ نعمان رضی اللہ عنہ کے
اور ان کے مقلدین کے اصولوں پر ہے اور یہ تمہارے
اپنے الفاظ میں باوجودیکہ صحیح مسئلہ اصول میں چار
قول ہے ہمارے ائمہ نے اس پر ایسے دلائل قائم
کئے ہیں کہ کوئی ان پر قیل و قال نہیں کر سکتا، پس
الزام تام ہوا اور اس کے بعد کسی کو کلام کی مجال و
طاقت نہیں رہتی۔

ابن جریر نے فرمایا کہ امام شافعی نے یہاں سے یہ
بات اخذ کی ہے کہ اس وقت تمام فرقہ الفقی کی آخری
رکعت میں قنوت نازل پڑنا سنت ہے جب عام
مصیبت مسلمانوں پر مشاء و با قضا طاعون نازل
ہو یا خاص مصیبت بعض لوگوں پر نازل ہو مثلاً
کسی عالم یا بہادر جس کے نفع کثیر ہوں، کا مقتید
ہو جانا، اور امام طحاوی کا یہ قول نازل میں اس بات
کا قول امام شافعی کے علاوہ کسی نے نہیں کیا کہ
ان کی طرف سے ضعیف ہے بلکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ
عنہ نے مقام مصفین پر مغرب کے وقت قنوت
پڑھی ہے اور اس قول کی اس طریق پر امام
طحاوی کی طرف نسبت کرنا غلط ہے کیونکہ ہمارے علماء
شدید مصیبت کے وقت قنوت نازل پڑھتی ہیں (ت)

امام نووی نے فرمایا فجر کی نماز میں ہمیشہ قنوت سنت

امامنا الاعظم ابی حنیفۃ النعمان رضی اللہ
تعالیٰ عنہ۔ وعن مقلدیہم اھ بلفظک مع
ان الصحیح فی المسئلۃ الاصولۃ قولنا
فقد اقام ائمۃنا علیہا براہین لا قیل
لاحد بہا فیتم الالزام ولا یبقی لاحد مجال
لکلام۔

سابعاً مرآۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے :

قال ابن حجر اخذ منہ الشافعی انہ یسن
القنوت فی الخیرۃ سائر المکتوبات للنازلۃ
القی تنزل بالمسلمین عامۃ کو باء قحط
وطاعون او خاصۃ ببعضہم کاسیر
العالم او الشجاع من تعدی نفعہ و
قول الطحاوی لم یقل بہ فیہا خبر
الشافعی غلط منہ بل قنوت علی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ فی المغرب بمصفین اھ و
نسبۃ ہذا القول الی الطحاوی علی ہذا
المناوال غلط ، اذا طبق علماء ناعلی
جواز القنوت عند النازلۃ

اُسی میں ہے :

قال الامام النووی القنوت مسنون

فی صلوة الصبح و انما فی غیرہا ففیہ
ثلاثة اقوال والصحيح المشهور انه اذا
نزلت نافلة كعدو او قحط او بلاء او عطش
او غير ذلك اهرق في المساجد ونحو ذلك فذتوا
في جميع الصلوات المكتوبة والا فلا ذكره
الطبيعي وفيه ان مسنونه في الصبح غير
مستفادة من هذا الحديث

دیکھو مولیٰ علی قاری نے امام ابن جریر سے تصریح صریح نقل فرمائی کہ جس نازل کے لئے قنوت پڑھی جاتی
ہے وہ بلاء و قحط و طاعون وغیرہ سب کو شامل ہے اور امام طبری سے انھوں نے امام اہل البوزکریا قاری سے
نقل کیا کہ نازل میں قحط و بلاء و شغل وغیرہ سب داخل ہیں اور ان اقوال کو مسلم و مقرر رکھا اور بعض یہاں کہ
خلافت نہ سب کچھ اُن پر اعتراض کر دیا ہے برقرار رکھا بلکہ نازل کے معنی مذکور نقل کے کے صاف فرمایا کہ امام طحاوی
کی طرف قنوت نازل کا انکار اس طرح نسبت کر دینا ٹھیک نہیں کہ اُس کے جواز پر تو ہمارے علماء کا اتفاق ہے اس
سے صاف مفہوم کہ وہی نازل جس کے معنی ابھی بیان ہو چکے کہ قحط و بلاء و طاعون سب اس میں داخل ہیں اسی
کے لئے ہمارے علماء جواز قنوت کے قائل ہیں۔

خاصاً کیوں راہ دور سے نشان معنی مقصود و بچے نکلات علماء سے صاف صریح تصریحیں لیجئے،
اسی مرقاة شریف میں ہے،

قال ابن الملك وهذا يدل على ان القنوت
في الفرض ليس في جميع الاوقات بل اذا
نزلت بالمسلمين نافلة من قحط و غلبة
عدو وغير ذلك

علامہ زین العابدین بن ابراہیم بن محمد مصری نے کتاب الاشباہ میں قاری و معنی و فتح کی عبارات کو نازل میں
قنوت روا ہے نقل کر کے فرمایا،

فلقنوت عند نافی النافی ثابت و هو
یعنی ان عبارات علمائے اہل بیت جو اگر ہمارے نزدیک
بولغی کے وقت قنوت پڑھنا ثابت ہے اور وہ یہی
ہے کہ اُس بلا کے دفع کی دعا کی جائے اور شک نہیں
کہ طاعون سخت تر بلاؤں میں سے ہے۔

اسی طرح علامہ مسیّد احمد مصری نے حاشیہ نور الایضاح اور علامہ مسیّد محمد دمشقی نے حاشیہ شرح تنویر
میں دفع طاعون کے لئے قنوت پڑھنے کی تصریح فرمائی اور انھیں بحر محقق صاحب بحر کا حوالہ دیا ان کی جہاد ان شاء اللہ
قہار حقیقہ آتی ہے اور ثانی نے زیر قول شارح مدق لا یقنن لغیرہ الا نافعہ (شدید مصیبت کے
بغیر قنوت نہ پڑھی جائے۔) تفرمایا،

قل فی نصیحات النافی الشدیدہ صحت
شک اندازند العذر ولا شک ان الطاعون من
صواع میں ہے نازلہ اس مصیبت کو کہا جاتا ہے
جو شدیدہ ہر میں سے ہو اور اس میں کوئی شک نہیں
کہ طاعون شدیدہ ترین مصیبتوں میں سے ہے (شاہادت،

تبلیغ ان بیانون سے چند امر روشن ہوئے،

اول یہ کہ طاعون دو ہواؤں کے شہر ہلایہ عامہ کے لئے ثروت صحیحہ شیون کے اخلاقات سے ثابت
ہے تو یہ بھی مصنف "ضروری سوال" کا قنوت نوازل کو جائز و ثابت مان کر اسے بعض نازلہ سے خاص کرنا، اور
باقی کی نسبت کہنا جب تک شریعت سے کسی کام کی اصل نہ ملے وہ کام یا تو بہت ہو گا یا گناہ محض بنے معنی ہے
کیا اطلاق احادیث اس شخص کے نزدیک کوئی اصل شرعی نہیں کہ اس کے حکم کو بے اصل و گناہ، مانتا ہے۔

دوم قنوت طاعون وہاں کہ صرف اخلاقات کلام علیہ ان کی صحت تعمیم شامل جن میں خود امام اجل
ابو جعفر عظامی بھی داخل، تو اس کی بنا پر تیرہ کا ادعا کہ "اقوال غلطہ" راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ثابت اور
ہمارے امام صاحب کے توابعین کے اقوال سے وہ ایک زائد بات ہے "صریح" نامی ہے۔

سوم اطلاق و علوم سے استدلال نہ کوئی قیاس ہے نہ مجتہد سے خاص کیا بیحد، اختتام المحققین
مسیّد المجد قدس سرہ الامجد فی کتابہ المستطاب اصول الرشاد لقمہ عیانی النقص و
(جب تک ہمارے والد گرامی خاتم المحققین قدس سرہ نے اپنی مبارک کتاب "اصول ارشاد و تفسیر بیانی الفوائد"

شاہ الاشیاء والنظار غامدہ فی الدعا لفتح الطاعون مطبوعہ اذیۃ القرآن العلوم الاسلامیہ کراچی ۲۶۲/۲
شاہ رد المحتار مطلب فی القنوت للنازلہ - ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱۱/۲

میں بیان کیا ہے۔ ت) مثلاً اس اخیر زمانہ فقہ میں طرح طرح کے نقشے، قسم قسم کے بابہ ایسے پیدا کئے جی کی حرمت کا ذکر قرآن مجید میں ہے نہ حدیث شریف میں نہ اقوال ائمہ میں، مگر انھیں حرام ہی کہ جائے گا کہ وہ حلال مسکو حرام۔ (نہ نشر آؤ شے حرام ہے۔ ت) کے عموم اور یہ حدیث یستحلون الخمر و الخمر و الخمر و الخمر و الخمر (وہ غیشم، شراب اور مزامیر کو حلال سمجھیں گے۔ ت) و کو میرے من الناس من یشتوی لہو الحدیث (اور کچھ لوگ کھیل کی باتیں خریدتے ہیں۔ ت) کے شمول و اطلاق میں داخل، اب اگر کوئی جاہل کہہ اٹھے کہ یہ تو تم قیاس کی دیتے ہو احادیث میں کیس تصریح نہیں پائی جاتی نہ ہمارے امام صاحب کے تابعین سے نہ ہمارے ائمہ قیاس مسائل فقہیہ و میر میں سیکار ہے تو اس سے یہی کہنا چاہئے کہ اسے ذی ہوش یا یہ قیاس میں بلکہ جب ایک مطلق یا عام احادیث و کلمات خلاصہ کر میں وادہ ہے تو اس کے دانے میں جو کچھ داخل سب کو وہ حکم محیط و شامل، تو ثابت ہو کہ زید کا ضروری سوال میں خود ہی یہ سوال قائم کرنا کہ جب قنوت عند الزلزلہ ثابت اور جائز ہوئی تو ہر قسم کی بلا اور مصیبت پر جائز ہوئی چاہئے اور اس کا یہ اصل جواب دینا کہ ہمارے ائمہ قیاس مسائل فقہیہ و میر میں سیکار ہے احادیث میں کیس تصریح نہیں پائی جاتی نہ ہمارے امام صاحب کے تابعین کے اقوال سے تصریح نا دانی ہے۔

چہاں ہم اگر صرف یہی طلاق و فہم احادیث و اقوال اور ہم نے تو ثابت کئے کے لئے کافی تھے ایسے منے کو ہرگز کذب و بہتان نہیں کہہ سکتے۔ دوسرے دلائل کی نظر سے راجح اور راجح کا اختلاف دوسری بات ہے مگر آپ اور ہر شخص چکے کہ طاعون و وبا و قحط وغیرہ کے لئے قنوت کی صاف تصریح امام اجل اور زکریا نووی شارح صحیح مسلم شریف (جن کی جلالت شان پر علمائے جمیع مذاہب متفقہ کا اجماع ہے) اور امام جلیل شرف الدین حسن بن محمد طبری شارح مشکوٰۃ و امام شباب الحی والہدین احمد بن محمد بن ابی و علامہ عبد اللطیف بن عبد العزیز شہیر بابین فرشتہ از اعلام علمائے حنفیہ و محقق فقیر زین بن نجیم مصری عمدہ حنفیہ و مولانا علی محمد سعد بن محمد بروی قاری کی حنفی و فاضل جلیل سید احمد مصری طحاوی حنفی و عالم نبیل سید محمد آفتندی شامی حنفی نے فرمائیں اور امام ابن حجر مکی نے اسے امام مجتہد عالم قریش سیدنا امام ابو عبد اللہ محمد بن ادیس شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا تو مصنف ضروری سوال "کا قول کہ طاعون یا وبا کے لئے قنوت ثابت نہیں وہ ایک قسم کا کذب اور بہتان ہے اگر غلط ہے، یہاں تک کہ یہ موقع کسی سے سرزد ہو جائے جناب الہی میں توبہ و استغفار جلد کر لے۔" محض کذب و بہتان اور ان کے کام و علمائے اہل علم کی جناب میں جستجو و توبین شان ہے، زید پلانم سے کراچی اس خطا، اور یہ موقع کچھ سے جناب الہی میں توبہ و استغفار کرے اگر بغرض یا اہل یہ قنوت فراز ل صرف امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب ہوتا، ہمارے اندر رضی اللہ تعالیٰ عنہم بالاتفاق اس سے انکار فرماتے تو غایت یہ کہ یہ مسئلہ مذہب مجتہدین کا

اختلاف اور ہمارے مذہب کے خلاف ہوتا اسے کذب و بہتان کہنا اس حالت میں بھی حلال نہ تھا نہ کہ اس صورت میں کہ خود ہمارے ائمہ و علمائے کبار نے بھی اطلاق و عموم و خصوص سب کچھ موجود اور اگر اسے خصوص نقل فعل کا منکر ٹھہرایے تو اول تو یہاں اس کا محکم نہیں کہ اس خصوص کا مدعی کوئی تھا جس کے زعم میں یہ یہ الفاظ نکلتے۔

ثانیاً اوپر واضح ہو چکا کہ عدم نقل فعل نہ زید کو مفید نہ اس کے مخالف کو مضر، تو اس کا ذکر محض فعلوں نا وافی ہے بالکل آفتاب کی طرح واضح ہوا کہ زید نے اس تحریر ضروری سوال میں نہ ہمارے متون مذہب کے ظاہر پر عمل کیا نہ ہمارے شراحین اعلام کا قول لیا بلکہ اپنی طرف سے ایک نیا فتویٰ گھڑ دیا۔

ہاں مذہب امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفصیل کرتے ہوئے بعض ائمہ حدیث کے کلام اور بعض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مذہب کی توجیہ کرتے ہوئے ہمارے بعض ائمہ کے کلام میں کچھ ایسی گفتگو واقع ہوئی ہے جو ایسا وہم پیدا کرتی ہے پھر اس پر کسی نے اعتماد نہیں کیا نہ ہمارے علمائے مذہب و دین ہی نہ اہل کلام میں نہ مذکور ہے باوجودیکہ ان کی علوم پر تصریح منقول ہے لہذا ممکن ہے کہ یہاں قضا اتفاقاً واقع ہو گیا ہو اور محض مقصود نہ ہو چھٹی جہاں سے ہمارے مذہب بنا دیا گیا میرے علم کے مطابق اس میں زید کے لئے کوئی فتوہ نہیں۔

ہاں قد وقع ما یوہمہ فی کلام بعض ائمہ الحدیث فی تقریر مذہب الکلام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ۔ و فی کلام بعض ائمہ متنا فی توجیہ مذہب بعض الصحابۃ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم ثم لوی عتمدہ ولا جعلہ مذہب علمائے ولا ذکرہ فی تقریر کلامہم و ما قد شہدہ سہم صحیح فیہم ان یكون القصر ہنا وقع و اما لاخصراً و ایسا ما کان فجعل ہنا مذہبنا لا سفت لہ فیہ عیما اعلوہ و انقد سبھنہ و تعالیٰ اعلم۔

واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم (د)

ضروری سوال کے اظہار خط کو اسی قدر پس تائبہ حاجت شرعیہ ناقصوں قاصوں کی حسالتوں سفاہتوں کا شمار اپنا مشیرہ نہیں بقولہ تعالیٰ و اخرض عن الجھلین (اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ جاہلوں سے دوگردانی کیجئے۔) مگر امر متعلقہ برین میں بعد سوال سائل بیان امر حق ضروری، اور یہاں مصطلحت دینی اس کی طرف داعی کہ جب ایک ایسا علم و کم فہم و مشکوک و متہم شخص اپنے آپ کو مفتی و مصنف بنائے ہوئے ہے اور بعض عوام اسے عالم و قابل اعتماد سمجھتے ہیں تو اس کے پر جہل و نا اہل ہونے کا آشکارا کرنا ان شاء اللہ دین عوام کو نافع اور ضلالت و جہالت میں پڑنے کا واقعہ ہو گا و باللہ التوفیق زید کی ترکیب و بندش الفاظ و انشاء و اظہار اگرچہ خطا بائے فاحشہ موجود ہیں مگر ان سے تعرض و بے محصلین نہیں

لہذا انہیں چھوڑ کر اُس کے باقی کثیر و بسیار افکار و جہالت سے صرف بعض کا اظہار کیا جاتا ہے ،
جہالت ۱ : حدیث مذکور ابن عباسؓ کے دعویٰ تخصیص کا صاف رد تھی براہ نادانی اپنی دلیل مٹا کر کلی اور
 اس پر فائدہ یہ بھی دیا کہ یہاں سے سمجھا گیا کہ کفار ظلم کریں تو نصرت چاہئے ظالموں کے لئے قنوت ثابت نہیں
 عقلمند سے پوچھ جائے کہ اس حدیث میں ظلم کفار کی تخصیص کہاں ہے اور اس کے ذکر سے سوا اور کے تجھے کیا
 فائدہ حاصل ہوا۔

جہالت ۲ : قنوت فجر کے بارے میں ہمارے مشائخ کرام تصریح فرماتے ہیں کہ منسوخ ہے و لہذا حکم
 دیتے ہیں کہ سختی اگر فجر میں شافعی کی اقتدا کرے قنوت میں اس کا اتہا نہ کرے کہ منسوخ میں پروردہ نہیں
 اس قدر پر تو کلمات علماء متفق ہیں ، ہاں محل فطریہ ہے کہ یہاں علوم نسخ سے یا نسخ عموم علوم نسخ یہ کہ نازل
 ہے نازل کسی حال میں قنوت فجر کی مشروعیت باقی نہیں عموماً نسخ ہو گیا ، اور نسخ عموم یہ کہ نازل وہ ہے نازل ہر حال
 میں عموماً قنوت کا پڑھنا یہ منسوخ ہوا صرف یہ حالت نازل باقی رہا ، نسخ عموم پر تو بہت احادیث صحیحہ و سلیل
 ہیں جن کی تفصیل امام محقق علی الاطلاق نے فتح القدر میں افادہ فرمائی اور مسند احمد و صحیح مسلم و سنن نسائی و
 ابن ماجہ میں اس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے ،

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلم
 قنوت شہرا یدعو علی اعیاد من احیاء
 العرب ثم ترکہ ثم ادا بن حاجبہ فی
 صلوة الصبح ثم وہو عند البخاری فی
 مغازی بزیادة بعد الركوع و ترکہ ثم
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث تک
 نماز صبح میں قنوت پڑھی ، عرب کے کچھ قبیلوں پر
 دعائے ہلاکت فرماتے تھے پھر چھوڑ دی ۔ ابن ماجہ
 نے یہ اضافہ کیا کہ نماز صبح میں قنوت پڑھتے تھے ۔
 بخاری کے مغازی میں یہ اضافہ ہے کہ قنوت رکوع
 کے بعد بھی پھر اسے ترک کر دیا کے الفاظ کو ، غرض ترک کر دیا

اور صحاح ستہ میں لغیر منکر ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے کہ ترک کا سبب نزول آیت کریمہ لیس
 لك من الامرش ان یتوب علیہم اول بعدہم فانہم ظالمون (آپ کے ہاتھ میں معاملہ نہیں چاہے تو

۱/۲۳۶ صحیح مسلم باب استجاب القنوت فی جمیع الصلوات مطبوعہ نور محمدیہ اصح المطابع کراچی
 ۱/۸۹ سنن ابن ماجہ باب ما جاء فی القنوت فی صلوة الفجر - ایچ ایم سعید کمپنی کراچی
 ۲/۵۸۶-۵۸۷ صحیح بخاری باب غزوة الرجیع و دخل و ذکوان - قدیمی کتب خانہ کراچی
 ۳/۱۲۸ مکمل القرآن

اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول فرمائے یا انھیں عذاب دے کیونکہ یہ ظالم ہیں۔ (ت) ہے، یہاں نظر دو طرفہ جاتی ہے اگر معنی آیت مطلقاً عافیت اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ترک ذنبا برہان ہے، ارتقاء شریعت ہو یعنی قرعین قنوت اصلاً مشروع نہ رہی تو علوم نسخ ثابت ہوگا اور اب قنوت نازل بھی منسوخ ٹھہرے گی، اور اگر معنی آیت ان خاص لوگوں پر دعائے بلاکرت سے عافیت ہو کہ ان میں بعض علم النبی میں مشرف باسلام بنیوہ گئے اور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ترک انھیں کے پاس میں ہونا مطلقاً قنوت نسخ عہد ہی ثابت ہو گا اور قنوت نہ نسخ مشروع رہے گی۔ یہی دونوں نظریہ امام محقق علی الاطلاق نے فتح القدر پھر ان کی تبعیت کے علامہ محقق علی نے شرح کبیر میں اعداد فرمائیں، ان دونوں کتابوں اور مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے،

واذا ثبت النسخ وجب حمل الذی عن النسخ من روایۃ الجعفی (ہو الرازی) و نحوه (کدینا بن عبد اللہ خادم النسخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ما خال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقنت فی الصبر حتی فارقت الدنیا، اما علی الخادم الرازی کشید انوهم قاله ابو نوح و عتہ و دینار و قد قیل فیہ ما قیل، و علی طول القیم مغانہ یقال علیہ ایضا و یحمل عن قنوت التواضع و یكون قوله (اے قول النسخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ثم نترك فی الحديث لاخر (المساراد فی الصحاح) یعنی الدعا علی اولیٰک القوم لا مطلقاً آھ مختصوا مزید امنی ما بین ہلالین۔

جب نسخ ثابت ہو تو اس روایت کو جسے حضرت انس سے ابو جعفر (رازی) یا اس کی مثل دیگر روایات (شع وینار بن عبد اللہ حضرت انس کے خادم میں سے مروی ہے کہ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصال تک فجر نماز میں قنوت پڑھتے تھے) یا غلطی پر نہیں کیا جاسے کہ دیگر کہ قول رازی ابو نوح کثیر الوجم ہیں اور دینار کے بارے میں بھی جو کچھ کہا گیا ہے وہ بھی کچھ ہے، یا طول قیام پر محمول کیا جائیگا کیونکہ قنوت کا اطلاق انس پر بھی ہوتا ہے یا اسے قنوت نازلہ پر محمول کیا جاسے گا اور ان (حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا قول دوسری حدیث (جو صحاح میں موجود ہے) میں کہ پھر اسے ترک کر دیا گیا یعنی قوم کے خلاف دعا ترک کر دی کہ ہر دعا ادا اختصار اور میری طرف سے وہ اضافہ ہے جو ہلا بین کے درمیان ہے (ت)

نیز کتابیں مذکور ہیں ہے :

فیجب كون بقاء القنوت في النوازل مجتهدا فيه وذلك انه هـذا الحدیث (ای حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بطریق حماد بن ابی سلیمان و ابی حمزة القصباب عن ابراہیم عن علقمة عنہ قال لم یقنن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی الصبح الا شہرا ثم ترکہ لم یقنن قبلہ ولا بعدہ و فقط حماد لم یقبل ذلك ولا بعدہ لم یؤثر عنہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من قوله ان لا قنوت فی نازلہ بعد ہذا . بل مجرّد عدم بعد ہا فیتجہ الاجتہاد بان یظن ان ذلك انہ ہولاء وقسوع نازلہ بعد ہا فتستدعی القنوت فتكون شرعیة مستمرة و هو محمد قنوت من الصبحا بة بعد وواتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ، او ان یظن رفعة الشرعیة نظرا الى سبب ترکہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و هو انه لما نزل قوله تعالیٰ لیس لك من الامر شیء ترکہ . واللہ مبخنة و تعالیٰ اعلم . اہ بزیدۃ .

کا قول یس لك من الامر شیء نازل پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو ترک کر دیا واللہ مبخنة و تعالیٰ اعلم اہ بزیدۃ (ت)

معصائب کے وقت قنوت پڑھنے کو باقی رکھنے کے معاملے کو اجتہادی قرار دینا واجب ہے کیونکہ یہ حدیث (یعنی حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ و طریق حماد بن ابی سلیمان و ابی حمزة القصباب نے ابراہیم سے انھوں نے علقمة سے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک ماہ تک صبح کی نماز میں قنوت پڑھا پھر آپ نے اسے ترک فرما دیا اس سے پہلے بھی آپ نے قنوت فجر میں بھی نہ پڑھی اور نہ بعد میں ۔ محمد کے الفاظ یہ ہیں کہ اس سے پہلے بھی نہ دیکھا اور نہ بعد میں اور نہ ہی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ قول منقول ہے کہ شدہ پر مصیبت میں اس کے بعد قنوت میں پڑھی جائے گی بلکہ اس کے بعد محض عدم

منقول ہوا لہذا اس معاملہ میں اجتہاد ہو گا یا اس طور کہ غالب گمان ہے کہ اس کے بعد کوئی ایسی شدہ پر مصیبت ہی نازل نہ ہوئی جو قنوت کا تقاضا کرتی لہذا قنوت دائماً جاری ہوگی اور یہی محل ہے اس قنوت کا جو حضور علیہ السلام کے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے منقول ہے یا اس طور کہ گمان ہے

ہے کہ اس کا جاز ختم ہونا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ترک کے باعث ہے سبب یہ کہ جب اللہ تعالیٰ

اس قنوت کا جو حضور علیہ السلام کے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے منقول ہے یا اس طور کہ گمان ہے

روحانی علم تو یہ ہے کہ مصنف ضروری سوال کی سخت نافرمانی باتوں کو ایک کر دیا اور کچھ نہ سمجھا، خود اسی کا ایک کلام دوسرے کر دے گا مسلک تو وہ اختیار کیا کہ قنوت نازل باقی ہے منسوخ نہیں اگرچہ نازلہ کے معنی خاص فتنہ و فساد و غلبہ کفار کے لئے ایک جگہ لکھا عند النازلہ بدعت نہیں بدعت اور دین میں نیا کام ہے۔ پھر لکھا "لیل اور نسیخ قنوت کے بدعت کے طور پر رد دلیل واسطے جواز قنوت کے عند النازلہ۔" پھر لکھا بدعت کے طور پر منسوخ اور عند النازلہ غیر منسوخ۔ اور مزے سے وہی آیت کریمہ اور وہی حدیث کا الہ صحیحین ذکر کر کے کہہ دیا "اسی آیت سے اور حدیث متفق علیہ سے نسیخ قنوت علویاً ثابت ہوا اسوائے قنوت وتر کے۔" ذی ہوش سے پوچھا جائے کہ اس حدیث سے کس چیز پر قنوت نہ کر چکی نازلہ پر اور زون آیت کس قنوت کے بارے میں جواز قنوت نازلہ میں اگر آیت و حدیث سے اسی کا نسیخ ثابت مانتا ہے تو قنوت نازلہ کہاں باقی رہی وہی تو سرائح ان سے منسوخ ہوئی، ہر طرف تماشا ہے کہ وہی منسوخ وہی باقی، دلائل و کلا حوالہ الآباء اللہ العلی العظیم۔

جہالت ۱۳ حدیث طالق، شخصی رضی اللہ تعالیٰ عنہ در بارہ انکار قنوت فجر (جس طرح معمول شافعیہ ہے) سنائی نے اس طرح روایت کی کہ میں نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پیچھے نازل ٹرھی کسی نے قنوت نہ پڑھی وہ بدعت ہے۔

اور ترمذی و ابن ماجہ نے یہ کہ "میں نے سید جزاء سے سنا کہ ان کے من سے پوچھا آپ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ تعالیٰ علیہ وسلم و خلفائے اربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پیچھے نمازیں پڑھیں کیا وہ فجر میں قنوت پڑھتے تھے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ جہالت ہے۔"

ایک ہی حدیث مصدقہ ایک ہی صحابی ایک ہی طرح اور مصنف ضروری سوال نے اسے بلفظ اول ذکر کر کے سنا ہے ابن ماجہ و ابن ترمذی سب کی طرف نسبت کیا اور لفظ دوم کہ نسبت چھوڑ کر کہہ دیا: "ان دونوں حدیثوں میں لفظ بدعت اور محدث کا دارو ہے۔" ایسی حدیث کو دو حدیثیں کہنا اصطلاح فقہ و کلام اصطلاح حدیث پر بھی ٹھیک نہیں آسکتا یہ نزدیک بے خبری و غفلت ہے۔

جہالت ۱۴ قنوت مذکورہ اندک شافعیہ و اندک مالکیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حدیث مذکورست بدعت بتا کر آجے حاشیہ جلیا "اللہ حکم بدعت کا یہ ہے کہ کل محدث بدعت و کل بدعت ضلالہ و کل ضلالہ فی النار" (ہر نو پیدا چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی اور ہر گمراہی دوزخ میں جاسے گی۔) قطع نظر اس سے کہ

۱۲۸/۱	مطبوعہ مکتبہ مطہریہ لاہور	باب من المناقبین فی القنوت	۱۲۸/۱
۵۳/۱	امین کمپنی دہلی	باب فی ترک القنوت	۵۳/۱
۸۹	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	باب ماجاء فی القنوت فی صلوة الفجر	۸۹

جلد اولیٰ حکم بدعت نہیں مکرم بدعت ہے، اجتہادیات انہی کے لئے اسکا حکم لازم قرار دیں کسی بے باکی و جرأت ہے
عاشا انہ کرام! ہفتت کا کوئی مسئلہ خلافت و فی انہ کا مصداق نہیں وہ سب حق و ہدایت و سبیل جنت ہے۔

چہالت ۵ تا ۸ : حدیث عامہ پر سنیوں کی ذکر کی

قلنا کانسبت منک ان قومایزعمون ان
النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لم یزل
یقنت فی العجز فقال کنذ بوا انما قنمت
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شہرا
واحدا ینزل علی اجداد من اجداد الشریکین
میں اس کا ترجمہ کیا "ہم نے پوچھا انس بیٹے، لگے
یہ کہ مقرر ایک قود گمان کرتی ہے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم ہمیشہ قنوت پڑھتے تھے نماز غریب، سو
جواب دیا مالک نے کہ وہ لوگ اپنے گمان میں جوڑے
میں سوائے اس کے نہیں کہ قنوت پڑھی آپ نے
میں ایک، سو بھی بدعا کرنے کو اور قبیلوں کے قبیلوں سے مشرکین کے ؟

اولاً عبادۃ عرب میں زعم یعنی مطلق قوی بھی مشائخ بیان تک کہ صحیح حدیث میں زعم جہل تک واقع۔
ثانیاً کلام نا محقق یا غلط تحقیق بھی مراد ہو تو یہ حکم اس قائل کے نزدیک ہوتا ہے جو اسے جلفظ زعم
تعبیر کرتا ہے اس سے یہ مستفاد نہیں کہ مفاد عام خود بھی اسے مشکوک یا مغنون سمجھتا ہے، زید نے ذہر و سنی زعمون
کے معنی یہ بنائے کہ جو قنوت پڑھتا ہے تو اس میں شک و گمان کے مرتبے میں جانتے ہیں اور اسی بنا
پر کہ نبی کریم کا ترجمہ کیا "کہ وہ اپنے گمان میں جوڑے ہیں" یہ جو جاکر اب اس پر خاندہ جہاں اس حدیث سے یہ بھی
سمجھا جائے کہ زمانہ تابعین میں قنوت کا قطع گمان ہی گمان تھا یقینی امر نہ تھا، پس جتنی روایات اور روایات کے
مخالفت میں وہ سب ظنیات ہونی چاہئیں واللہ تعالیٰ اعلم باللہ صواب۔ افسوس کہ جو گمان چاہا تھا وہ بھی کہ نہ ہونا
عقائد سے فرجی جاسے کہ قائلان قنوت بلکہ و سافیس نے کس دن کہا تھا کہ قنوت فہرستین ہے یا نہ ان قنوت
حنبلہ و حنبلہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ قنوت قطعی ہے مسائل اجتہاد یہ دونوں طرف ظنیات ہوتے ہیں پھر یہ کون سا
نہ وہ آپ نے نکالا اور اس سے بحث میں کیا نفع حاصل ہو۔

تکالیف اس سب سے قطع نظر کیے تو ان قومین زعمون میں لفظ قوم نکو چیز اثبات میں ہے
جس کا مفاد وہ اس قدر ہوگا کہ لوگ بطور و ہم قیاس قنوت مانتے ہیں اس سے کب لازم ہوگا کہ زمانہ تابعین
میں سب قائلان قنوت اسے اسی درج میں جانتے ہیں۔

جہالت ۹ : حدیث ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا :

نہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قنوت فجر سے
عن القنوت فی الفجر

جس میں تین راوی شعیف و شدید الضعیف ہیں ذکر کر کے تضعیف روایت کا جواب دیا کہ "امام صاحب کی تحقیق کو
وہ مانع نہیں۔

"دوم یہ کہ انس بن مالک نے بدعت اور محدث کہا تو گمان یہ ہو سکتا ہے کہ آپ کو اس خبر کی ضرورت ہوگی
اگرچہ بدعت اور محدث کی جگہ لفظ نبی کا نہ ذکر کیا ہو اور اسی پر اکتفا کی قطع نظر اس سے کہ بدعت یا محدث کے
قابل حضرت طارق بھی ہیں نہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نوید اکتھے سے اس گمان کی راہ کو ہر سے مل ضرور
امیں اس خبر کی خبر ہوگی انہوں نے ہر ائمہ نوید ہونے کی وجہ ارشاد فرمادی تھی کہ میں نے سید عالم و عارف کرام
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب کے پیچھے نماز پڑھی اسے فرزند اودہ نبی نکل ہے اس میں نبی پر اطلاع کی جو بھی
نہیں ملتی تھی کہ اس سے گمان ہو کہ ضرور یہی معلوم ہوگی بلکہ انصاف اس سے یہی جہاد کر رہی یا تو واقع ہی نہ ہوئی یا
ہوئی تو انہیں خبر نہ تھی ورنہ عدم فعل کا ذکر نہ کرتے صاف جواب دیتے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو
اسے منع فرما چکے ہیں جواب مسند میں دس اقویٰ کافیوں کی حالت۔

جہالت ۱۰ : ایک حدیث کی سند ذکر کی، احسن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
ترجمہ میں بھی لکھا "انس نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے "عالم صاحب کو اتنی خبر نہیں کہ صحابیت
درکنار مسعود سے مسلمان ہی نہ ہوا، جاہلیت میں مراد اسے رضی اللہ عنہ میں شامل کرنا کیسی جہالت، اور
دانستہ ہو تو سخت تر آفت۔

جہالت ۱۱ : آگے لکھا فتح القدر میں تحت حدیث عبد اللہ بن مسعود کے بیان کیا ہے چنانچہ

لعمریک انفس نفسہ یقننت فی الصبح کما دوا	خود حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فجر میں قنوت
الصدیقانی واذا ثبتت النفس وجب حمل	نہیں پڑھتے تھے اس کو طرانی نے روایت کیا ہے
الذی عن انس من روایۃ ابی جعفر اما	اور جب نسخ ثابت ہو گیا تو وہ روایت حضرت انس
علی اللفظ او علی طول القیام فانہ یقال	رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ابو جعفر سے مروی ہے یا تو
عینہ ایضاً فی الصحیحۃ حنہ علیہ الصلوۃ	اسے غلطی پر محمول کیا جائے گا یا طول قیام پر

والسلام افضل، بصلوة طول القنوت ای
انقیاد میں

کیونکہ حدیث صحیح میں اس پر قنوت کا اطلاق موجود ہے
کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، نماز میں

افضل ترین عمل طول قنوت یعنی قیام سب (دست)

قطع نظر اس سے کہ تحت حدیث فلاں یا زیر آیت چنان اہل علم کے محاورہ میں اس معنی پر بولا جاتا ہے کہ
اُس آیت و حدیث کی تفسیر و شرح یا اُس کی بحث میں ایسا کہی نہیں جوت حدیث ابنی جعفر رازی ہے، اُس کے
تحت اُس کی بحث میں حدیث ابن مسعود و حدیث طبرانی وغیرہ مذکور ہیں نہ کہ ایک دوسرے کے تحت میں عبارت
فتح کا صاف مطلب جسے ہر حرف شناس عربی بے تکلف پہلی ہی نگاہ میں سمجھ لے یہ ہے کہ حدیث ابنی جعفر میں جو
وام قنوت مذکور ہوا ممکن ہے کہ وہ ہاں قنوت سے طول قیام مراد ہو کہ لفظ قنوت اس معنی پر بھی بولا جاتا ہے دیکھو
حدیث صحیح میں ارشاد ہو کہ بہتر نماز طول قنوت ہے یعنی جس میں قیام و رُکوع جو مصنف ضروری سوال ایسی
سلیس عبارت کے واضح معنی کو محاک نہ سمجھا لفظ ایضا کو کہ مرا حذیق لہٰی طرف ناظر تھا اُس سے قطع نظر
کو کہ مابعد سے ملایا اور ایضا فی الصحیحہ کو مسند جدا گانہ ٹھہرایا و ہذا لفظ ایضا پر نشان (دست) کہ علامت
فصل ہے لکھا یا اور عبارت کا ترجمہ یوں فرمایا "کیونکہ وہ لفظ قنوت کا مقرب بولا گیا ہے اور طول قیام کے اور
بھی پنج حدیث کے وہ لفظ قنوت کا ترجمہ ضروری ہے، آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہ افضل ترین
نمازوں کی وہ نماز ہے جس میں قنوت یعنی قیام و رُکوع اس جہالت کی کچھ حد ہے اور ذرا یہ حسن اور بھی قابلِ لحاظ
کو پنج صحیح حدیث کے وہ لفظ قنوت کا آیا ہے "گویا یہاں اس کی بحث تھی کہ حدیث میں کیسے لفظ قنوت
آیا ہی نہیں۔

جہالت ۱۲، اسی عبارت فتح کے آخر میں تھا،

والاشکال نش من اشترک لفظ القنوت
بہین ما ذکر وہیں الخضوع والسکوت
والدعاء وغیرہا۔

یہاں اشکال قنوت کے ان معانی میں اشتراک
کی وجہ سے پیدا ہوا ہے یعنی مذکورہ شئی طول
قیام، خضوع، سکوت اور دعا وغیرہ کے
درمیان لفظ قنوت مشترک ہے (دست)

یہاں ما ذکر سے مراد وہی طول قیام تھا اور اس کے معطوفات خضوع و سکوت و دعا وغیرہ یعنی قنوت کا

لفظ جبکہ ان سب معانی پر بولا جاتا ہے اس وجہ سے حدیث ابی جعفر میں قائلان قنوت فجر کو اشتباہ پیش آیا اس سے دعا سمجھ لئے حالانکہ مراد طول قیام تھا کہ پچیسہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز فجر میں قیام طویل فرمایا یہ ایسے صاف معنی ہیں کہ عربی کا ہر مندی یہ تامل سمجھ لے اب مصنف صاحب کا علم دیکھتے جہارت صوف نماذک تک نقل کی اور ترجمہ فرمادیا اور جو مشکلیں پیدا ہوئی ہیں وہ لفظ قنوت کے مشترک المعنی کے سبب اور وجہ سے درمیان اُس چیز کے جو نہ کو رہی یعنی اپنے عمل پر پورا ہوا ترجمہ فتح القدر کی جہارت کا "گویا آپ کے نزدیک میں صوف شے واحد پر داخل ہوتا ہے معطوف کی حاجت ہی نہیں صاذکر کے معنی یہ کہ اپنے عمل پر مذکور ہوئی ہے اسی پر مطلب تمام ہو گیا۔

جہالت ۱۳ سوال قائم کیا جب نسخ قنوت ثابت ہوا تو عند ان زلزلہ جاز کماں رہا اور اس کے جواب میں لکھا "باب بصورت اجمالیہ اجمالیہ یہ ہے فی فتح القدر و ترو نو اخل کی بحث میں قولہ ان مشروعیۃ القنوت فی المنازلۃ مستمومۃ لہ تنسخہ الخ تحقیق کے جائز ہونا قنوت کا پنج وقتہ سختی خسورخ میں " فتح القدر سے استناد اور قنوت نازلہ کے اجماعی ہونے کا ادعا بکف چسراخ داد کا تماشا ہے فتح القدر کی اسی جہارت میں صراحت فرمایا کہ نازلہ میں بقائے قنوت مجتہد فیر ہے خسورخ ہونا نہ ہونا دونوں طرف نظر جاتی ہے وقد نقد مرصہ فی بیان الجہادۃ الثانیۃ (اس کے ساتھ ساتھ کہ جہالت نمبر ۱۱ میں ہو چکا ہے۔ ت۔ اسی جہارت منقولہ زید کے بعد بلا فصل فرمایا تھا "وبہ قال جماعة من اہل الحدیث" محدثین کی ایک جماعت نے یہی قول کیا ہے۔ ت۔ کماں ایک گروہ محدثین کا قول ہونا اور کماں مانع۔ جہالت ۱۴ جو قنوت دونوں حضرات نے نماز فجر میں پڑھی وہ بارادہ اصلاح ذات البین کے حق مذہب تھا بدو عانیں محمد دعائے وصول مکروہ اور شک نہیں کہ فریقین میں ہر ایک کو اپنی مغربی مکروہ ہوئی ہے اور شک نہیں کہ دونوں جماعتیں اپنا غلبہ ملتی تھیں مصنف ابو بکر بن ابی شیبہ میں امیر المؤمنین مولیٰ علیہ السلام علیہ السلام وجہ الکریم سے ہے۔

انہ لما قنت فی صلوة الصبح انکر الناس
علیہ فقال انما استصغرنا علی عدونا۔
جب انہوں نے نماز فجر میں قنوت پڑھی تو لوگوں نے
آپ پر اعتراض کیا تو آپ نے فرمایا ہم نے دشمن پر
دروا ملتی ہے۔ (ت۔)

محرر مذہب مستقیم امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتاب الامار میں فرماتے ہیں :

قال ابراهيم (هو النخعي) وان اهل الكوفة
انما اخذوا القنوت عن علي رضي الله تعالى
عنه قنوت يدعوا على معاوية حين حاربته ،
واما اهل الشام فانما اخذوا القنوت عن
معاوية رضي الله عنه قنوت يدعوا على علي رضي
عنه حين حاربته قال محمد و يقول
ابراهيم ن اخذ وهو قول ابي حنيفة
حضرت ابراہیم (نخعی) نے بیان فرمایا ہے کہ اہل کوفہ
نے قنوت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اخذ
کی ہے کیونکہ انھوں نے اس وقت قنوت پڑھی جب
حضرت معاویہ سے ان کی جنگ ہوئی ، اور اہل شام
نے حضرت معاویہ سے قنوت اخذ کی ہے کیونکہ وہ بھی
جنگ علی رضی اللہ عنہ کے وقت قنوت پڑھا کرتے تھے
امام محمد نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم کے قول پر ہمارا عمل
ہے اور امام ابوحنیفہ کا بھی یہی قول ہے۔ (ت)

جہاں الت ۱۵ : ” بعید نہیں کہ ان حضرات نے قنوت اس مضمون کی پڑھی ہو کہ اللھم اھلہ بینہ و
بین قومنا فانھما اخوانا بغوا علیہما (اے اللہ ! ہمارے اور قوم کے درمیان صلہ پیدا فرما کیونکہ
وہ ہمارے بھائی ہیں انھوں نے ہمارے خلاف بغاوت کر دی ہے ۔ ت۔ امیر المومنین کی طرف سے یہ قنوت
مطلوب کیا امیر مومنین بھی معاذ اللہ میرا نہیں کہ باقی بچتے تھے یہ روایت ہے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ
عنه سے صاف تصریح بسند صحیح موجود ہے کہ مجھے خلافت میں نزاع انہیں نہیں اپنے آپ کو مولیٰ علی کا بھروسہ
سمجھتا ہوں۔

وانی لا علم انہ افضل منی و احق بالامور
ولکن نسقم تعلمون ان عثمان قتل ظلما
وانا ارجو انی اطلب بد منہ
رواہ یحییٰ بن سلیمان الجعفی استاذ
الامام البخاری فی کتاب صغیر بسند جید
عن ابی مسلم الخولانی
میں خوب جانتا ہوں کہ امیر المومنین کرم اللہ تعالیٰ
وہم مجھ سے افضل و احق بہ امامت ہیں مگر تمہیں
خبر نہیں کہ امیر المومنین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ظلماً
شہید ہوئے میں اُن کا ولی اور ابن عم ہوں اُن کا قصاص
مانگتا ہوں ۔ اسے امام بخاری کے استاذ یحییٰ بن سلیمان
الجعفی نے کتاب صغیر میں بسند جید کے ساتھ
ابو مسلم خولانی سے روایت کیا ہے ۔

من رجب سنة سبعين وتسعمائة ١٠
میں ہوئی (ت)

آپ ۹۹۹ھ کا وہ اُن سے گھرا ہے ہیں حقیقتہً آشبہا میں یہاں سنۃ تسع وستین وتسعمائة یعنی
۹۹۹ھ فرماؤ انتہر سے آپ ۹۹۹ھ بتا رہے ہیں۔

جہالت ۱۹: ۱۰ اور پھر بیان کیا (یعنی صاحب آشبہا نے) کہ اگر کوئی قنوت پڑھا چاہے تو اکیلا
دور رکعت نماز نفل کی نیت کر کے پڑھے چنانچہ

یقیناً لطف عون لانه اشد انوار بل ذکرہ
انہ یصلی رکعتین خدای خدای وینوی
رکعتی لدفع الطاعون ۱۰

قنوت پڑھے واسطے طاعون کے مقررہ بڑی
سخت ہے غصوں سے مگر جماعت سے نہ پڑھے
بلکہ پڑھے دو رکعتیں اکیلے اکیلے اہدیت کرے
دور رکعت نفل کی واسطے دفع طاعون پورا ہر اہل طلب
آشبہا والے کا۔

قطع نظر اس سے کہ یہ عبارت آشبہا کی نہیں بلکہ صاحب آشبہا سے نقل کی ہے اور اس میں بل ذکر کی ضمیر خود

عہ ضروری سوال میں یونہی ہے اور سنی عقلی کہ بلا طعن کوئی شہر نہ ہو کہ حالانکہ آشبہا میں من اشد انوار (م)
عہ حکذا بن خطہ و صوابہ بل ذکر ۱۲ (م)
عہ حکذا بن خطہ و صوابہ رکعتین (م)
عہ ظاہر انہیں طحاوی حاشیہ مراقی الفلاح دیکھئے کو مل گئی اس میں انہوں نے فرمایا تھا،

فی الاشباہ یقیناً لطف عون لانه من
اشد الموازن بل ذکر اسہ یصلی
لہ رکعتین خدای وینوی رکعتا
مرفوع الطاعون ۱۰

آشبہا میں ہے کہ طاعون کے لئے قنوت پڑھی جائے
کیونکہ شدید مصائب میں سے ہے بلکہ یہ
ذکر کیا کہ دو رکعت است انگ انگ ادا کی جائیں
اور ان کی نیت طاعون کے دفع کے لئے دو رکعت
کی کی جائے۔ (ت)

یہ صاحب اپنی خوش فہمی سے سمجھے کہ یہ سب عبارت فی الاشباہ کے تحت میں داخل ہے ۱۲ (م)

سہ غریبون البصار شرح الاشباہ فی ثانی کتاب الوقت مطبوعہ دارۃ القرآن العلوم الاسلامیہ کراچی ۳۰۸/۱

سہ ۱۰ ۱۰ ۱۰ ۱۰ ۱۰
سہ حاشیہ الطحاوی مل مراقی الفلاح باب الوتر - نور محمد تجارت کتب کراچی ص ۲۰۹

صاحبِ اشباہ ہی کی طرف سے جسے آپ نے چنانچہ 'بکرہ عبارت' اشباہ جوئے کا اشعار کی اور بل ذکر کا مطلب کچھ
 نہ نہ لہذا اُسے ترجمہ سے خارج کر دیا طرف سخت جمالت فاشیہ ہے کہ وہ رکعت پڑھنے کے مسئلہ کو مسئلہ قنوت کا ترجمہ
 بنادیا کہ قنوت پڑھا چاہے تو اکیلا دو رکعت نفل کی نیت کر کے پڑھے اور اسی نے اپنی طرف سے ترجمہ میں "مگر"
 تراش لیا کہ "مگر جماعت سے نہ پڑھے" حالانکہ کوئی کم علم بھی عبارتِ اشباہ خواہ عبارت مذکورہ ناقلِ غف
 الاشباہ و بکرہ کو کسی طرح اس جمالت کا گن بھی نہ کرے گا۔ اشباہ میں تو قنوت طاعون ثابت فرما کر نماز
 طاعون کا مسئلہ ہی جدا شروع فرمایا اور بعد اگانہ دہلیوں سے اُس کا ثبوت دیا۔

حیث قال صرح فی الغایۃ بانہ اذا نزل المسلمین
 نمرۃ قنت الامام فی صلوة المغرب والقنوت
 عند نافی انما لہ ثابت ولا شک ان الطاعون
 من اشد النوائب و فی السراج الوہاج قال
 الطحاوی لا یقنت فی المغرب عندنا من غیر یلیۃ
 فان وقتہ فلا یس بدکن فی الصلۃ انتہی
 فان قلت ہل لہ صلوة قلت ہو کہ یحسوف
 بما فی منیۃ النطقی لخصوف والظلمۃ
 فی البہار شتاد السریع والمطہر والمثلج
 ولا نزاع وعمومہ المرض یصل وحدانہ
 انتہی ولا شک ان الطاعون من قبیل حموم
 المرض فتس لہ رکعتان خیر اذی اخصصوا
 ثوابہا باری شدید خوف یا مرض عام الاقی جو جائے تو تنہا نماز ادا کریں انتہی اور اس میں کوئی شک نہیں کہ طاعون
 ایسی مرض ہے جو عام لوگوں کو لاحق ہو جاتی ہے لہذا اس کے رفع کے لئے بھی دو رکعت تنہا ادا کرنا سنت
 ہو گا اخصصوا دت۔

اور ناقل نے بھی بل ذکر ککر اُسے جُدا کر دیا تھا مگر جب آدمی کو مسلسل سہل عبارات کا ترجمہ سمجھنے کی قیادت
 نہ ہو تو مجبور ہے۔

جہالت ۲۰ : اس سے بھی سخت تر جہالت یہ کہ صاحبِ شاہ کا مطلب وہ ٹھہرایا کہ طاعون میں قنوت کی تصریح کہیں نہیں میں مگر نہیں کر سکتا " اور عبارت یہ نقل کی کہ یقیناً للطاعون جس کا آپ ہی ترجمہ کیا کہ قنوت پڑھے واسطے دفع طاعون کے " کیوں حضرت ایک یہ حکم نہ ہوا، واقعی جو بزرگوار اپنا علیٰ سب نہ کچھ کے پورا معذور ہے یہ درست میں جہالتیں ہیں اور شروع کلام میں اولاً سے خامسا اور اس کے نتیجہ میں اول سے چہارم تک جو سخت وجہ قنوت ہر سہ " ضروری سوال " کی بظاہر جہالتیں ثابت کی گئیں انہیں شامل کیجئے تو یہاں تک ۲۹ جہالات شدیدہ بیان ہوئیں اب تیسویں جہالت سب سے بڑھ کر سخاوت طاعون ہر ضروری سوال کی ساری محنت دجا کا ہی اپنے اس ادعا سے یا طل کے اثبات کو قوی کر دینا وغیرہ کفار کے سو طاعون وغیرہ نازل کی قنوت کذب باطل و بتان بنے ثبوت و گناہ و بدعت و ضلالت و فی النار سے جو اسے ثابت مائے اس پر مگر تھیل تو بہ واسطہ فحار سے ساڑھے پانچ ورق کی تحریر میں دس صفحے اسی مضمون میں سیاہ کئے یہ سب کچھ کھوکھا کر اب چلتے وقت عاشیرہ پر ایک فائدہ کا نشان دیا " فہذا زمانہ طاعون میں نماز پڑھنے کی ترکیب " اور قن میں کلمہ " هذه المکیفة لصلوة الطاعون (یہ نماز طاعون کا طریقہ ہے۔ ت۔ پٹیلے دل میں نیت کر کے زبان سے کہے نوبت ان اصلي الله تعالى رکعتین صلوة النفل لدفع الطاعون متوجھا الى جهة الکعبة المشرفة الله اکبر) میں سترہ رکعتوں کے لئے رہنما ہون کی خاطر دو رکعات ادا کرتے ہوں اس حال میں کہ میں کہتے اللہ کی طرف متوجہ ہوں۔ ت۔ پھر دسویں رکعت کے آخر کو کلمہ " میں جو قنوت مانو تو پڑھے کہ مشتمل ہو اور طاعون کے اور اگر اسی قنوت اس کو یاد ہی نہ ہو تو سبنا اتنا فی الدنیا حسنة وقت من ہنسنا عذاب النار پڑھے یہ آیہ وافی بذریعہ جامع جمیع اوصیہ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ دنوں کے ارادے سب جانتا ہے پٹیلے دھوکا پھلا کھا لکھا یہ بھولنا درکنار یہی یاد نہ رہا کہ ضروری سوال " کی تحریر کس طرف سے کئے گئی تھی کس ہات کا دوسری کا ہے انکار تھا " اپنے نظم میں جنت کا راستہ کی طریقہ نارتھا خود ہی کذب و بتان بنانے لگے ضلالت و فی النار کی ترکیبیں بنانے لگے یا رب مگر اسے اختلا حراس کے سوا کیلئے، طرزیہ کہ اور سوال قائم کیا تھا " بار بار دفع طاعون یاد با کون سی قنوت ہے " اور جواب دیا تھا " کہیں پتا نہیں : اب یہ حکم ہوتا ہے کہ قنوت مانو پڑھے کہ مشتمل ہو اور طاعون کے " اب خدا جانے کہاں سے اس کا پتا لگ گیا۔ تصحیف اغلاط یعنی جہالت کچھ ہے اور پڑھیں کچھ یوں تو زیادت و نقص و تبدیل ہر قسم کی غلط اس " ضروری سوال " میں موجود ہے ہمیں

علیٰ یہ ترکیب بھی نئی ہے قنوت میں علامت مختلف ہیں کہ قبل رکوت سے یا بعد آپ فرماتے ہیں خود رکوت میں پڑھے ۱۲ (م)
علیٰ تحریر تبدیلیوں بھی ہے جیسے کپڑوں میں بچ کو بچ مقبولہ لکھتے ہیں ۱۲ (م)

”قت رہن عذاب النار“ کو آیت بنادیا حالانکہ قرآن عظیم میں قتل کے بعد لفظ مرہا نہیں لکھا، من اشدد النوازل سے من اڑا کر طاعون کو اشدد الناس لہ کہا اور اپنے ہی پاؤں پر تیشہ مارا، عبارت اشباہ میں سبعین کو تسعین بنایا مگر زیادہ اظہار علم کو قصید میں یہ ہیں شیبان بن خروخہ کہ اصل عبارت مسند اور ترجمہ دونوں میں شیبان بن خروخہ کا یہ نام صحیح مسلم و سنن ابی داؤد و سنن نسائی میں خداب نے کتنی جگہ آیا ہے اگر یہ کتابیں برقی تو ایسی غلطی شائد نہ ہوتی اللہھ اشدد و طاعتک علی حضور و جگہ آیا دونوں جگہ و طاعتک بامرو بجا سے تا بنایا اور قبیلہ قارہ کو کہ یہ لفظ بھی دو جگہ وارد ہوا تھا دونوں جگہ صاف قارہ بکرت فابجا سے قاف تحریر کیا اور سب میں اخیر کا لطیفہ یہ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مناجاست مروی ہے،

اللهم لا قابض لما بسطت ولا باسط لما قبضت ولا هادئ لما عصفت ولا مضل لمن هديت ، ولا معطي لما منعت ولا مانع لما اعطيت ، ولا مقوم لما باعدت ولا مباعد لما قربت	اے اللہ! جس چیز کو تو نے کٹ دیا اسے کوئی سیٹھنے والا نہیں، اور جسے تو نے بند کر دیا اسے کوئی کھولنے والا نہیں، اور جس کو تو نے ہدایت دی اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں، اور جس کو تو نے گمراہ کیا اسے ہدایت دینے والا کوئی نہیں، اور جو تو نے باعدت کیا اسے کوئی روکنے والا نہیں، اور جو تو نے روک دیا اسے کوئی ہٹا کرنے والا نہیں، اور جس کو تو نے دور کر دیا اس کو قریب کرنے والا کوئی نہیں، جس کو تو نے قریب کیا اسے دور کرنے والا کوئی نہیں۔ (مت)
--	--

آپ اُسے سمجھتے ہیں اللہم لا قابض لما بسطت و یا باسط لما قبضت۔ اہل علم کی غلطی اس طرح کی نہیں ہوتی، اتنا بھی نہ سمجھا کہ یوں جوتا قریبا یا قابضا لما بسطت و یا باسطا لما قبضت نصب کے ساتھ جوتا نہ بالضم کہ ہر چیز معمولی کلمہ مشبہ مضاف ہو کر مفرد نہ رہا، اور نصب واجب ہوا کہ قولک باطراف حبلا و یا خیرا من غریبہ اور یہ جو حدیث نقل کی جس میں یہ مناجات مذکور ہوئی

عَلَّہ یعنی چُزہ ۱۲ (م) عَلَّہ یعنی شیب ۱۲ (م) عَلَّہ یعنی چُزہ ۱۲ (م)

سند الامام احمد بن حنبل حدیث عبد اللہ الزرقی مطبوعہ دار الفکر بیروت ۲۲۴/۳
سند دُر مشور تحت آیت ولكن الله حبيب اليكم الاعيان مطبوعہ منشورات مکتبہ آیۃ اللہ اعظمی قم ایران ۸۹/۶
سند کنز العمال غزوۃ اُمد حدیث ۳۰۰۴۰ مطبوعہ موسستہ الرسالہ مکتبۃ التراث اسلامی بیروت ۲۳۳/۱

عما سے ماقدم اسے سخت منکر بتاتے ہیں یہاں تک کہ امام ذہبی فرماتے ہیں، اخاف ان لایکون موضوعاً میں ڈرتا ہوں کہیں موضوع نہ ہو۔ خاتم الحفاظ امام جلیل سیوطی جمع الجوامع میں اسے نقل کر کے مقرر کرتے ہیں اغلاط ترجمہ گزری جہاتوں کے بیان میں متعدد جگہ واضح ہوا کہ زید کو سیدھی سادی عربی سمجھئے اور اس کا نمیک ترجیح کر لینے کی استعداد نہیں اور میں ایسے ترجموں کا شک کی کبھی نہیں کہ ان میں غلطیوں اور غلطی قوم کے ترجیح میں لکھا، واسطے دعا کرنے کے کسی قوم کے لئے یا اوپر بد دعا کرنے کے کسی قوم پر یا "سندہ صحیحہ" کا ترجمہ سند اس حدیث کی بہت صحیح ہے "یا عن ابی صالح سعد بن طارق الاشجعی" کا ترجمہ روایت کی مالک سعید بیٹے طارق اشجعی نے "طیعت خورش فہیوں کے ترجمے و ہیں جن کا بیان جمالات ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳ میں گزرا علی الغصن ثلثہ اخیرہ، اور اسی قبیل سے ہے، اللهم اسجد الولید بن الولید و مسلمة بن هشام و عبد شمس بن ابی ربيعة و المستضعفین من المؤمنین و غفر لغفر الله له و اسلمو سالما للہ" کا ترجمہ بزرگوار غلامی بخش ولید اور مسلمہ اور عباس کو اور ناقواں مؤمنوں کو اور قبیلہ غفار کو مغفرت کرے اللہ ان کی اور قبیلہ اسلام کو سلامت رکھے اللہ ان کو یعنی شر سے اعدا کے غفار غفر، اللہ ہا و اسلمو سالما للہ" دستقل جیسے جداگانہ خبریں یا دعا تیرہ ہیں۔

عَمَّ سَالِمُهَا اللّٰهُ كَا ظَاهِرٍ تَرْجُمَهُ اللّٰهُ نَعْنَى اَنْ سَمِعَ صَوْتِ كَلَامِ

علیہ درج فی اشعة النعمات و فی الصراح
مسالمة مصالحة و فی القاموس سالما
صالح و فی تیج العروس و منه الحدیث
اسلم سالما للہ و هو من المسالمة و
ترك المحرب و فی مجمع البحار اسلم
سالما للہ هو المسالمة و تولد
الحرب ۱۲ (ص)

اسی معنی کو اشعة النعمات میں بیان کیا۔ اور صراح میں
ہے مسالمة مصالحة کو کہتے ہیں۔ اور قاموس میں ہے
سالما کا معنی صالح ہے۔ اور تیج العروس میں ہے
کہ اسی سے حدیث اسلم سالما للہ ہے۔ اس کا
معنی صلح جوئی اور جنگ نہ کرنا ہے۔ اور مجمع البحار
میں ہے اسلم سالما للہ کا معنی صلح جوئی اور
جنگ نہ کرنا ہے ۱۲ (د)

اقول والاول عدی اولی نقول رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسلمہا لہما لہما وعف عنہما اللہ لہما واللہ ما انت قلتہ ولكن اللہ قال رواہ مسلم عن ابی ہریرۃ واحمد واسطہ بن ابی لکیر و لکیر و لکیر عن سلمۃ بن الاکحوع والوبکر بن ابی شیبۃ عن حفص بن ایماہ لغزنی والبیہقی الترمذی عن ابی یزید الاسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

اقول میرے نزدیک پہلا احتمال اولیٰ ہے کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اسلم سے اللہ تعالیٰ نے مصالحت فرمائی اور غفار کے لئے اللہ تعالیٰ نے مغفرت فرمائی، نیز دارِ اعدا کی قسم میں نے یہ بات خود نہیں کی لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے۔ اس کو امام مسلم نے ابوبریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اور امام احمد نے اور طبرانی نے کثرت میں اور امام حاکم نے سلم بن اکوع اور ابوبکر بن ابی شیبہ نے حفص بن ایماہ غفاری سے اور ابویعلیٰ موسیٰ نے ابوبرزخہ سلمیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

مصنف ضروری سوال نے اپنی نادانی سے غفار و سلم کو دیدہ پر مصطفیٰ اور انج کے نیچے داخل سمجھا گویا یہ قبائل انصار بھی مثل ولید و سلم و حیاش و قنصہ سے مومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اعمین دستِ کفار میں گرفتار تھے ان سب کی نجات کے لئے دعا فرمائی جاتی تھی مگر یہ حدیث کثرت میں ہے نہ اس کے بعد اسے صحیح بخاری شریف صفحہ الصلوٰۃ میں بے ذکر غفار و سلم صوف حدیث اول روایت فرمائی اور استغاثہ میں کہ اس کے ساتھ روایت کیا صاف فصل بتا دیا

حيث قال عن ابی ہریرۃ انت السبیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کانت اذا رفع رأسہ من الركعة الاخریٰ یقول اللهم انج عیاش بن ابی سربیعۃ اللهم انج صحۃ بن ہشام اللهم انج الولید بن الولید اللهم انج المستضعفین صحت المؤمنین اللهم اشد ووطأتک علی مفسد

جہاں فرمایا، ابوبریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آخری رکعت سے سر اٹھاتے تو یہ کہتے اسے اللہ! نجات دے عیاش بن ابی سربیعہ کو، اسے اللہ! نجات دے سلمہ بن ہشام کو، اسے اللہ! نجات دے ولید بن ولید کو، اسے اللہ! نجات دے مومنین میں سے ضعیفوں کو اسے اللہ! تو اپنی سخت گرفت فرما مفسد پر، اسے

لے صحیح مسلم باب من فضائل غفار و سلم الخ مسند احمد بن حنبل حدیث سلم بن اکوع

مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۳۰۶/۲ دار الفکر بیروت ۴۸/۲

اللهم اجعلها سنين كسفي يوسف وامان
النبي صلى الله تعالى عليه
وسلم قال غفاس غفر الله له
واسلم سالها الله تعالى -
ان الله ان يرقط مسطو فراجس طرح يوسف عليه السلام
کے زمانے میں قحط ہوا۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے فرمایا اغفار کے لئے اللہ تعالیٰ نے
معفرت فرمائی ہے اور سلم سے اللہ تعالیٰ نے صلح
فرمائی ہے۔ (ت)

فتح الباری و عمدة القاری و ارشاد الساری شروع صحیح بخاری میں ہے

قوله و ان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم هو
حديث اخره هو عند (البخاري) بالاسماء
المذكورة كانه سمعه هكذا فاوردته كما سمعته
من د العيني وقد اخرجه احمد كما اخرجه
البخاري عليه
قوله ان النبي صلى الله تعالى عليه وسلم هو
يبدو مري حديث ہے اور یہ بخاری کے ان ذکر کردہ سند
سے ہی مری ہے۔ گو یا انھوں نے اسی طرح سن کر نقل
کر لیا۔ اور عینی نے یہ بات زیادہ لکھی کہ اس کو امام حم
نے بھی تحریر کیا جس طرح اس کو امام بخاری نے تحریر کیا۔

فی ہر ش نے یہ بھی ذکر کیا کہ راست میں غفار فرعون سے نہ صرف نہ رہے بلکہ کفر و کفران اعتلاط
روایت ضروری سوال میں واقعہ بزم مورد بطور خود ذکر کیا ہے اصل احاطہ سے بھر دیا، خلاصہ عبارت
یہ ہے ایک عامر بن مالک کا ذکر ہے وہ اونٹ پر تھیر خدا اصل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس پہنچا یہ حضور نے فرمایا
ہم کا فر کا دیر قبول نہیں کرتے وہ اسلام تو نہ لایا مگر انکار بھی نہ کیا اور بلا اسے حبیب خدا، میرے پیچھے ایک قوم
ہے آپ چنہ، صحابہ ہر راہ دو تو امید کہ وہ سب مسلمان ہو جائیں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ستر چاچیس
ہو ان انصار سے جس کے سب قرآن مجید کے حافظ تھے عامر کے ہمراہ کر دے اور ایک راہبر بھی ہمراہ ہو گیا ان

عن سب انصاری نہ تھے بعض مہاجر تھے جن میں سے ایک، کثرتهم من الانصار و اربعة من المهاجرون
(ان میں کثر انصار تھے و چار مہاجر تھے)

لہ صحیح بخاری ابواب الاستسقاء باب دعا النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۳۶/۱
لہ عمدة القاری شرح بخاری " " " " مطبوعہ دارالطباعة الخيرية بیروت ۲۶/۱
فتح الباری " " " " دار المعرفۃ بیروت ۲/۲
ارشاد الساری " " " " دار الکتاب العربیہ بیروت ۲۳۶/۲
لہ تاریخ الخلفاء سریت المنذر بن عمرو الی ہر منوزہ مطبوعہ موسسۃ شعبان بیروت ۱/۲۵۲

پر مندر کردہ وار کی اور بنام عامر بن طفیل ایک خط لکھوا کر قوالہ مندر کے کر دیا، یہ صحابہ بزرگ معوضہ کے قریب پہنچ کر وہیں قیام کیا پھر ایک شخص کے ہاتھ وہ خط عامر بن طفیل کے پاس بھجوا دیا، جب وہ خط عامر بن طفیل نے پڑھا آگ کا شعلہ بن گیا اور جھپٹ کر خط پھینک دیا۔ پھر اپنے تمام حلیوں اور قلیوں کی ملک کے ساتھ ان صحابہ کو قتل کر ڈالا اور مندر کو زندہ قید کر لیا، قطع نظر اس سے اذکار عامر بن مالک ابو براء نے ۱۰ سے حبیب تھا "بزرگ نہ کہ یہ خاص بلکہ اسلامی تھا۔

ثانیاً "بمراہ ہو گیا" سے ظاہر یہ کہ بطور خود ساختہ ہو گیا حالانکہ حدیث میں ہے خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مطلب صلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ربیری کے لئے ہمراہ فرمایا تھا۔

فقد اخبرنا الطبرانی عن طريق عبد الله ابن
لهيعة عن ابى الاسود عن عروة قال
شربنا من النبي صلى الله تعالى عليه وسلم
المندر بن عمر وال عبدى وبعث معه
المطلب المسلمي ليد لهم على الطبراني
الحديث ذكر في الاصابة في ترجمة مطلب
مثالث فرماں اقدس خاص بنام عامر بن طفیل نہ تھا بلکہ وہ اسے محمد بنی عامر کے نام تھا، جن میں ہے، وکتب

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۱۷)

درج میں ہے، اکثر ایشان انصار بودند بعضی از مهاجران (ای میں اکثر انصار تھے اور کچھ مهاجر تھے۔) نیز جنس میں ہے،

لہذا یکن انصاراً المذکورون کلہم من الانصار
بل کان بعضهم من المهاجرین مثل عاصم
بن حمیرة صولی ابی بکر الصدیق وناضی بن
بدیل بن ورقاء لہزی وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم
ذکر تمام قراء انصار تھے بلکہ کچھ مهاجر بھی تھے حبیب
کہ عامر بن نفیرہ مولى ابو بکر الصدیق اور ناضی بن حمیری
بن ورقاء حسنہ امی وغیرہ ہمارے رضی اللہ
تعالیٰ عنہم ہمارے تھے۔

۲۲۵/۷ مطبوعہ دارالحدیث بیروت
۲۳/۶ مطبوعہ فوریر مغربیہ سکیم
۲۵۲/۱ موسسہ شبان بیروت

کتب دینی، دوسرا - نچند وہی عام طور (۱) اور آپ نے نجد کے رُحس اور بنی عامر کے نام خط لکھا - تہ، مدارج میں ہے، مکتوب بڑے سائے نجد بنی عامر نوشتہ۔

مرابطہ حافظ قرآن کے اگر یہ بھی قرآن مجید سے کچھ یاد تھا تو اس میں ان صحابہ کی کیا خصوصیت! انھیں قرآن نام کہنے کی ضرورت نہیں ہو سکتی اور اگر یہ مراد کہ جس قدر قرآن عظیم اس وقت اترا وہ سب اُن سب کو یاد تھا تو اس کا کوئی ثبوت نہیں بلکہ انھیں قرآن کہنے کی وجہ یہ کہ شب کو درس و تلاوت قرآن مجید میں بکثرت مشغول رہتے ہیں صحیح بخاری میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے: یتدارسون القرآن باللیل ویصلون (رات کو قرآن اور نماز پڑھتے - ت) عمدة القاری کتاب الجہاد باب العون بالمردین ہے: ۱ سمواہ لکثرة قوادقہم (قرآن اس لئے، انھیں کہا گیا کہ کثرت سے قرآن پاک پڑھتے تھے - ت)

خاصہ عامر بن لیث کے خاص اپنے قبیلہ بنی عامر نے ہرگز ملکہ نہ دی بلکہ صاف انکار کر دیا کہ تیرا چچا عامر بن مکتب انھیں اپنی پناہ میں لے چکا ہے ہم اس کا درہرگز نہ توڑیں گے - مرابب لدین میں ہے،

استصرح عیدہ بھی عامر بن عبد الجبیر، وقایہ
لن نخسر ما بآؤ وقد عقد لہم عقد آؤ جوارا
انھوں نے صاف کہہ دیا ہم تیرے چچا اور کلاسماؤ میں توڑیں گے کہو جس نے ان مسلمانوں کو پندہ دینے کا
معاذ کر رکھا ہے - (ت)

۳۵۲/۱	مطبوعہ موسسہ شعبان بیروت	سیرۃ المنذر بن عمرو الی ہرعموہ	سلف تاریخ النجاش
۱۴۳/۲	۱۴۳/۲	۱۴۳/۲	۱۴۳/۲
۳۳۱/۱	۳۳۱/۱	۳۳۱/۱	۳۳۱/۱
۵۸۲/۲	۵۸۲/۲	۵۸۲/۲	۵۸۲/۲
۲۴۰ و ۲۳۵/۳	۲۴۰ و ۲۳۵/۳	۲۴۰ و ۲۳۵/۳	۲۴۰ و ۲۳۵/۳
۴۵/۲	۴۵/۲	۴۵/۲	۴۵/۲
۳۱۰/۱۴	۳۱۰/۱۴	۳۱۰/۱۴	۳۱۰/۱۴
۳۲۶/۱	۳۲۶/۱	۳۲۶/۱	۳۲۶/۱

فت: صحیح بخاری میں یہ حدیث دو جگہوں پر منقول ہے اس میں یتدارسون کی جگہ یصلون کا لفظ ہے البتہ بعینہی نہیں الفاظ کے ساتھ حدیث شرح الزرقانی میں موجود ہے خالفاً حلفہ ہو - نیز راجعہ سمیری

سیرت ابن ہشام میں ہے :

استصغر علیہم بنی عامر فابوان یحییٰ و ابی
مادعہم الیہ وقالوا ان یخضر الی اخر
ما صغر
نہیں میں ہے :

استصغر عامر بن لطف بن عامر علی السلیح
فاحتصروا وقتا لا یغضی ذمۃ الجب بوا
عبداللہ

عامر بن طفیل نے مسلمانوں کے خلاف بنو عامر کو اپنی مدد
کے لئے پکارا تو انہوں نے اس کی مدد کرنے سے انکار
کر دیا اور کہا کہ ہم تیرے چچا کا معاہدہ ہیں تو آپ کے لئے

عامر بن طفیل نے بنو عامر کو مسلمانوں کے خلاف کارروائی
کے لئے آواز دی تو انہوں نے انکار کیا اور کہا تیرے
چچا ابوراء کے ذمہ کو نہیں تو آپ کے لئے

مبارک میں ہے : اتمارتی عامر از جنگ مسلمانان ابا آؤردنہ (تمام بنو عامر نے مسلمانوں سے جنگ کو کرنے
سے انکار کر دیا۔)

سادسا عامر بن طفیل کا خال فرہان اقدس حرام بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کرنا بھی غلط تحقیق
ہے بلکہ ان کا قاتل اور شخص تھا کہ بعد کہ اسلام لے آیا کسا دوا الطبرانی عن ثابت البیاضی عن انس بن
مالک عن عقی بن ابی نعیم (کس بڑا ان کے لئے بہت ساری سے انہوں نے اس بن مالک سے روایت کیا۔)
اور عبد اللہ عامر بن طفیل کو فرما کر کہا کہ عقی بن ابی نعیم (ابن طلحہ عن انس بن مالک رضی اللہ
تعالیٰ عنہ) (جیسا کہ صحیح بخاری میں اس بن ابی طلحہ سے انہوں نے انس بن مالک سے روایت کیا۔)۔
صحیح بخاری شریف میں ہے :

جعل یحییٰ بن یحییٰ عامر بن طفیل قاتلہ من
حلفہ قطعہ

یعنی حرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذمہ کو یہاں اقدس
پہناتے اور ان سے باتیں فرما رہے تھے کہ انہوں نے
کسی کو شہید کیا اس نے پیچھے سے آکر نیزہ مار دیا۔)

امام فخر الدین عسقلانی نے فتح الباری میں فرمایا : لہ اعرف اسم الوجہ الدی طعۃ تجبہ اس

۱۸۵/۳	مطبوعہ دار الفکر بیروت	سیرۃ بزمیون	سیرت ابن ہشام
۴۵۲/۱	• مکتبہ شہابی بیروت	سیرۃ النبی الی بزمیون	سیرۃ تاریخ النبی
۴۴/۲	• قوریہ رضویہ سکھر	سیرۃ بزمیون	سیرۃ مدارج النبوة
۵۸۶/۲	• قدیمی کتب خانہ کراچی	غزوۃ ادریس علی و ذوالحجۃ	سیرۃ صحیح بخاری
۳۹۱/۸	• مکتبۃ البابا مصر	• • • •	فتح الباری شرح البخاری

نیز وہ دوسرے والے کا نام معلوم ہوا۔ زرقانی شرح مبراہ میں ہے :

فی اطلالی من طریق ثابت عن انس امث
قَاتِلِ حِوَارِ بْنِ مِلْحَانَ سَلِّمْ وَ عَامِرِ بْنِ اَطْلَلِ
طرائف میں ثابت کے طریق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ
سے مروی ہے کہ قرآن میں ملحان کا قاتل مسلمان ہو گیا اور
عامر بن اطلال کفر پر مبرا جیسا کہ پہلے فتح ابزاری سے گزرا تھا
صاحب ان سب سے قطع نظر کے بعد اس میں ایک غلطی یہ ہے کہ جب وہ خطا کرنے پڑھا آگ بگول ہو گیا۔
کتب سیر میں تصریح ہے کہ اس غیث نے فرمان اقدس دیکھا تک نہیں۔ سیرت ابن اسحق و سیرت ابن ہشام و
موسم لہذا میں ہے : لَمَّا نَالَ لَهْ يَنْهَضُ إِلَى الْكُتَابِ رَجَبِ اسْتَوْرَعِلَهُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ كَاخْطَاةٍ اسْتَوْرَعِلَهُ
خط نہ پڑھا۔

تھا نہایت غلطی و غش یہ ہے کہ مندر کو زند و قید کر لیا "عائد مندر رسمی اللہ تعالیٰ عنہ عین معر میں
شہید مرے، معالم التنزیل میں ہے :

قتل السند بن عمرو و اصحابه الاثنته نفس
کامو فی طلب صلی اللہ علیہ
مذبح میں ہے :

تمام اصحاب شہید شد نہ الا مندر بن عمرو باو گفتند اگر
نواہی تو امان و برہاد و ان ایساں را قبول نہ کرو و
با ایساں مقابلہ کرو تا شہید شد گئے
سیرت میں ابنا سے اسحاق و ہشام میں ہے :

لَمَّا رَاَوْهُمْ اخذوا بسبوحهم و شوقا تلوههم
حتی قتلوا من عند اخرهم یرحمهم الله

شرح الزرقانی علی الواجب سیرت بزم موند
سکھ مواجب لدنیہ
تاریخ الحمیس سیرت مدبر بن عمرو الی بزم موند
سکھ معالم التنزیل
سکھ مدارج النبوة سیرت بزم موند
مطبوعہ نوید رضویہ سکھ ۱۳۴/۲

فت : معالم التنزیل میں مندر بن عمرو کا ذکر دو جگہ ۱ ص ۴۱۷ و ۴۱۸ پر فطرت گزاسبہ وہاں یہ عبارت نہیں مل سکی
ابنہ تاریخ الحمیس میں معالم التنزیل کے واسطے سے جیتہ بھی عبارت نقل کی ہے اس لئے تاریخ الحمیس کے واسطے نقل کیا ہے۔
ذی رحمہ

الاکعب بن زید اخا بن دینار بن النجاسا
فانهم تركوا ويدهم في دار ثمن من القتلى
فعاث حتى قتل يومه لخنديق شهيد ابو حمه
الله

کعب بن زید، دینار بن نجاسہ کے بھائی کو زخمی حالت میں
چھوڑ دیا اور لاشوں میں سے وہ زندہ رہے اور بعد
میں وہ اپنی زندگی میں جنگ خندق میں شریک ہوئے
اور وہاں وہ شہید ہوئے، (مقتلہ تعالیٰ رحمت)

مواہب میں ہے: قتلوا فی اخرهم الاکعب بن زید (انہوں نے سب کو شہید کر دیا صرف
کعب بن زید زندہ بچے گا۔) تیس میں ہے: قتلوا من عند اخرهم الاکعب بن زید (انہوں نے
کعب بن زید کے علاوہ سب کو موقع پر شہید کر دیا۔) ت۔ خود حدیث میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم نے فرمادی:

ان اخوانکم یقوا المشرکین فاقطعوهم و سلم
یبق منهم احد و اجمع قالوا بانیذ قومنا
انا قد رھینا و رضی عنا من فانا رسولہم
الیکم قد رضوا و رضی عنہم سر و الا الخاکم
عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

تمہارے بھائی مشرکین سے مقابلہ کرتے ہوئے شہید
ہو گئے ان میں سے کوئی نہ بچا اور انہوں نے شہید
ہوئے ہوئے دعا کی کہ اسے ہمارے رب! ہماری
طرف سے ہماری قوم کو یہ پیغام پہنچا دے کہ ہم
تو حق سے رجوع ہوئے اور اللہ تعالیٰ ہم سے
راضی ہوا۔ حضور غیر اسلام نے فرمایا میں ان کا پیغام نہیں پہنچا رہا ہوں کہ وہ بھی اور اللہ بھی راضی ہوا۔ اس کے
حاکم سے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ (ت۔)

فریب و بی عوام جماعت اغلا کثیرہ کے ساتھ فریب و بی عوام کی "ضروری سوال" میں مذکور ہے:
فریب ۱: حدیث مذکور ابن جبار نے ذکر کی جو صراحتہ مطلق تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز جمعہ
میں قنوت نہ پڑھتے مگر جب کسی قوم کے نفع یا ضرر کی دعا فرمائی ہوتی تو مصنف "ضروری سوال" نے اس کا ترجمہ
لکھ کر دعا چڑھ لکھا دیا یعنی سو اس کے پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور کسی مصیبت پر قنوت نہیں پڑھتے
تھے "جس سے عوام سمجھیں حدیث میں کسی خاص مصیبت کا ذکر ہے اسی کے لئے قنوت پڑھنے کا ثبوت ہے

۸۵/۶	مطبوعہ دار الفکر بیروت	سریرہ بیروت	سیرت ابن ہشام
۴۲۶/۱	المکتب الاسلامی بیروت	"	مواہب لدنیہ
۴۵۲/۱	مؤسسۃ شجاع بیروت	"	تاریخ الخلفاء
۱۱/۲	مطبوعہ دار الفکر بیروت	ابو الجواد قول الشہداء ربنا بلغ الخ	سنة المستدرک علی الصحیحین

ماقی بے ثبوت، اس مفالطے سے جو فائدہ اٹھانا چاہا اسے ہمیں ظاہر بھی کر دیا کہ "اب یہاں سے سمجھا گیا کہ کھار
تلم کریں تو نماز فجر میں نصرت چاہئے طاعون یا وبا کے لئے قنوت ثابت نہیں" حالانکہ ہر ابجد خواں عربی بت سکتا
ہے یہ محض دھوکا دیا ہے حدیث میں اصل کسی مصیبت خاص کا نام نہیں جس کے غیر پر لفظی قنوت ہو۔

فہریمہ ۲: قنوت نازل تو وہی تو غیر منسوخ مافی ہے اگرچہ خاص ایک نازلے میں۔ اب جو اس پر سند پیش
کرتی ہوئی تو بعد مرططادی و علاء شامی و محقق سامی بحر حامی صاحب اشباہ نامی کا دامن پکڑا کہ "چنانچہ
حاشیہ درمختار عطی و شامی و اشباہ و النظائر وغیرہ نے اس کی تصریح کی ہے" حالانکہ اوپر
واضح ہو چکا کہ یہ علمائے کرام تو نہ صرف تعمیم نازل بلکہ خاص طاعون ہی کے لئے قنوت ثابت کر سکتے ہیں جس کے
سبب معاذ اللہ اس شخص کے نزدیک کذب و ہمتناہی میں پڑے ہیں ای کے کلام پورے طور نقل نہ کرنا درگزار
جو عبارت اُن کے نام سے نقل کی اُس میں دو کارد و ایسا لکھیں ایک یہ کہ خود اُن کے ترجمہ کلام میں وہ الفاظ
ملاوئے جو پنے ساختہ مذہب کے مطابق تھے، دوسرے یہ کہ ایک عربی عبارت اپنی طرف سے بنا کر اس
کلام سے مدد لی اور سب کا ایک ساتھ ترجمہ کر دیا جس سے ناواقف کو دھوکا ہو کہ یہ سارا کلام ان علمائے کرام
کا ہے، وہ نقل و ترجمہ مضایہ ہے، وغیرہ وغیرہ نے اس کی تصریح کی ہے اور وہ یہ ہے کہ

وقد قمت ابو بکر الصديق وعمر وعلي، معدياً
فالقنوت في الصلاة ثابت واهم واغتم
قلت والهياد بالناشلة هانك هو الذي
مذكور في الاحاديث ولا يقرب على
غيره والله اعلم۔

ترجمہ اور فقر قنوت پر ہی ابو بکر صدیق اور عمر فاروق
اور حضرت علی اور حضرت مغیرہ نے پس قنوت یہی کلام
ہوئے سختی اور فساد اور غیظ کفار و شرار کے ثابت
ہے سو کج اور غیبت جان، اب کتا ہوں میں کہ مر و
نازل سے اس جگہ وہی نازل مراد ہے ترجمہ ہوا ہے

حدیثوں میں اور نہیں بتایا گیا جو اسے گا اور غیر اُس نازل کے اعتق ہر ایک نازل نہیں۔
ترجمہ اصل میں فقر و فساد و غیظ کفار و شرار لفظ بڑھاوے کے نہ ہے بلکہ علم نہیں دیکھو جو با ست
مذہبی صاحب نے لکھی تھی وہی ان کتابوں میں لکھی ہے ورنہ اصل عبارت علماء میں نہ ان لفظوں کا اصل پتا
نہ اُس مضمون فاسد کے سوا ترجمہ میں اس میں نہ کا کوئی منشا، پھر قلت سے آخر تک ایک عبارت عربی
گھر عبارت سے ملا دی اور اس کا ترجمہ اردو کیا کہ ناواقف کہ علم جانیں یہ قلت انہی علمائے نے فرمایا ہے

عہ اس خوبی علم کو دیکھئے کہنا یہ مقصود ہے کہ لایقاس علیہ غیور اور نازل اس پر قیاس نہ کیا جائیگا اور کہا کہ
لایقاس علی غیور نہ قیاس کیا جائیگا اور غیر اس نازل کے۔ (م)

میں اس کا وجود مفقود بلکہ بالتصریح اُس میں قنوت کا حکم دینا موجود اسے کس وجہ کی تحریف و بددیانتی و مغالطہ و فریب دہی کہا جائے والعبادہ باللہ سب العالیین ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

مخالفیت قویہ نامہ خود اس ضروری سوال سے بھی پیدا ہوا اُس میں اپنے طرفداروں کے ایک رسالے کی نسبت لکھا تھا کہ اُس میں سادات کوام و علمائے عظام کی شان و عظمت کے خلاف الفاظ رکیکہ برتے گئے ہیں واقعی یہ کمال و سب کے بے ادبی میرے طرفداروں سے تو گویا بھی سے ہوئی میں نہ اُن کل حضرات بابرکات سے معافی چاہتا ہوں خواہ حضرات سادات و علماء اہل سیرت خواہ اہل نبوی خواہ آفاقی و بان تو آج کل کے علما کو جو آپ کے طرفداروں نے کچھ الفاظ رکیکہ لکھے اُس سے معافی چاہی اور ضروری سوال میں خود آپ کا برسایقین علمائے عظام و فقہائے کوام و سادات فیم مثل امام قزوینی و امام ابن حجر و امام طیبی و علامہ ابن ملک و محقق زین العابدین ابن نجیم و مولانا علی قاری مکی و سید علامہ شامی و اشاعہ کو معاذ اللہ کذب و بہتان کی طرف نسبت فرما رہے ہیں شاید یہ الفاظ رکیکہ نہ ہوں گے۔

ثانیاً اُس میں لکھا تھا "واللہ باندہ میں مذہب اربور حد کو پتے دل سے حق جانتا ہوں" یہاں صراحتاً قنوت فجر کو مذہب امام مالک و امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہے بدعت و ضلالت و فی النار بتایا اور صراحتاً قنوت طاعون و وبا کو مذہب و بہتان ٹھہرایا شراب خنجر سے قتل نظر بھی کیجئے تو اثر کش فہر کے یہاں اُس کی صریح تصریحیں موجود اور امام ابن حجر مکی نے خود امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیان مذہب میں اُسے ذکر فرمایا۔

ثالثاً اُسی میں لکھا تھا: "جمہور علماء کا اتباع اختیار کیا اولیائے کوام نذر و نیاز عرفی میں جبکہ فقہائے کوام نے تصفیہ کر دیا ہے اور مستحسن کر رکھا ہے تو ہم انہی کی پیروی کریں یہ ایک اختلافی مسئلہ ہے لیکن بندہ اپنے پرانے خیالات سے باز آکر اولیاء کی نذر و نیاز عرفی جو فی زمانہ خاصا عوام میں مروج ہے کہ اس کو مستحسن جانتا ہوں سوائے اُس کے میری تصانیف میں جو بات خلاف احوال جمہور علماء ہو اُس کو واپس لیتا ہوں اور حمد کرتا ہوں کہ آئندہ علمائے کوام کے مخالف کوئی مسئلہ نہیں کہوں گا" اور یہاں مذکور ہر ارشاد جمیع متون پر اقتضایانہ طریقہ مصرحہ جمہور شافعیین اختیار کیا سب کے مخالف مسئلہ لکھ دیا یہ ضروری سوال کی مخالفت نہیں۔

وابعاً شرائط بحث میں تو صراحتاً اُس قویہ کو قزوینی نذر و نیاز عرفی اولیائے کوام قدرت اصرار ہم جو فی زمانہ مروج ہے ظاہر ہے کہ زمانہ صحابہ و تابعین و تابعین تا بعین میں اس پر کوئی نزاع قائم نہ ہوئی نہ اس کا کوئی تصفیہ اُس وقت کے فقہائے کوام نے کیا تو لاجرم قویہ نامہ میں جمہور علمائے متاخرین ہی کی پیروی کو لکھا اور ان کی مخالفت کا عند کیا تھا اب شرائط بحث کی بحث میں قزوینی بحث کے متاخرین متعین سب کو بالائے طاق رکھ کر صاف لکھ دیا کہ سند دین میں اصول و فروع مسائل میں نہایت غیر القویہ کی ہوتی چاہئے یعنی صحابہ و تابعین

تبع تابعین اور اُس پر عمل بھی جاری ہوا جو اُسے وہاں بیت پیدا ہونے کا اولاً و ثانیاً ضروری سوال ہی کہ وہ تقریری کہ یہ ارشاد فقہاء کذب و بہتان ہے اور وہ مذہب اکثریت و ضلالت و فی النار ہے کافی تھیں۔
ثالثاً مگر شرائط بحث میں تو صاف صاف وہی معمولی تقریر و پایہ کہ قرونِ ثلثہ کی سند معتبر ہے باقی سب باطل ملاحظہ فرمادی اور اس کے ساتھ اور تنگی بڑھادی کہ صحابہ و تابعین کی سند بھی مقبول نہیں جب تک اُس پر عمل نہ جاری ہوا ہو یہ باتیں ضرورہ بابت کی ہیں۔

رابعاً اور شرط لگائی کہ "کوئی مسئلہ کسی کتاب میں جسے سند نکاحا ہو وہ بغیر اسناد کے تسلیم نہ کیا جائے گا" ہر شخص جانتا ہے کہ کتب فقہیہ متونی و شروح و فتاویٰ کسی میں ذکر اسناد نہیں ہوتا تو اس شرط میں صاف بتا دیا کہ کتب فقہیہ مہمل و ناقابلِ عمل ہیں ان کا مسئلہ تسلیم نہ کیا جائے گا یہ اولیٰ نمبر کی وہاں بیت غیر مقلدی ہے ان وجوہ سے ضرور ظاہر ہوتا ہے کہ یہ اپنی قدیم وہاں بیت پر باقی ہے و العیاذ باللہ تعالیٰ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔
 بالجملة ان تمام بیانات جملہ سے واضح ہوا کہ ضروری سوال کی تحریر ہمارے علمائے کرام کے خلاف ہے وہ شرائط غلطیوں سے بھری ہے جو اسے صحیح درست بنائے سخت جاہل و نا فہم ہے ضروری سوال کا مصنف علم دین سے بہرہ نہیں رکھتا وہ نہ عبارت سمجھ سکتا ہے نہ ترجمہ کی کیا قوت رکھتا ہے پھر مطلب سمجھتا تو بڑا اور جہ ہے وہ خود اپنا لکھا نہیں سمجھتا نہ نافع و مضر میں تمیز کرتا ہے اور اس کے ساتھ کلماتِ حلا کو بدل کر گھٹانا بڑھانا کلماتِ حرام کو کچر کچر کا کچر مطلب بنانا علاوہ ہے ایسا ہے علم و کج فہم مرکز فتویٰ دین کی قابلیت نہیں رکھتا اُس کے فتویٰ پر اعتماد ہو سکتا ہے۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم و مسند امام احمد و جامع ترمذی و سنن ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اتخذ الناس مني و ما جھلا ففسلوا فافستوا
 بغیر علم فضلوا و افسلوا
 لوگ جاہلوں کو سردار بنائیں گے ان سے مسئلے پڑچے
 بنائیں گے وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے آپ بھی گمراہ ہوں گے اور وہ لوگ بھی گمراہ بنائیں گے۔

اس صحیح حدیث سے ثابت ہوا کہ جو ایسے شخص کے فتوے پر اعتماد کرے گا گمراہ ہو جائے گا نیز اُس کے اقوال و کلمات سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ وہ فقہائے کرام کی شان میں گستاخ سپہا رشادیت علماء کو کذب و بہتان بتاتا اور مذہبِ اہل حق کو ضلالت و فی النار بتاتا اور تمام کتب فقہ کو مہمل و بیکار ٹھہرتا ہے اس نے اپنی تو بہ توڑی اور قدیمی وہاں بیت اب تک نہ چھوڑی مسلمانوں کو اس کی صحبت سے احتراز چاہئے کہ جگہ جگہ گمراہی میں پڑنے کا

مسئلہ صحیح بخاری کتاب العلم باب کیف یقبض العلم مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲۰/۱
 صحیح مسلم باب رفع العلم و حفظہ - اور جامع المطالبین کراچی ۲۴/۲

اندر شدہ ایسی حالت میں جو اس کی اعانت کرے گراہی کی بنیاد قائم کرتا ہے ہاں اگر وہ پھر از سر نو ان تمام حرکات سے تائب ہو اور ایک زمانہ حمد و گز سے جس میں اس سے وہ باتیں صادر ہوں جن سے اس کی توبہ دوم کا بربط توبہ اول تھا ہونا ظاہر ہو تو اس وقت اس سے قعرض نہ کیا جائے گا مگر اس کے فتوے پر اعتماد پھر بھی نہیں ہو سکتا کہ اس قدر سے اس کا جمل زائل ہو کر عالم نہ ہو جائے گا لاکھوں عوام سنی المذہب بیکھرا شدہ ایسے ہیں جن سے تمام عمر میں کبھی کوئی بات چند ہی یا گستاخی شانِ ائمہ و فقہاء و کتب فقہیہ کی صادر ہوئی نہ ہوئی مگر جبکہ وہ بے علم ہیں مقلد نہیں بن سکتے۔ اللہ عز و جل فذوق سے چلائے اور بظیف غایا کئے بسندہ گان بارگاہ بیکس پناہ حضور پر نور سیدہ یوم النثر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم توفیقِ علم و عمل عطا فرمائے آمین اجمعین۔ آمین والحمد للہ رب العالمین و صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و آلہ و صحبہ اجمعین اھیت۔

واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم و علمہ و جل مجدہ
اتم و احکو کتبہ محمد المصطفی
بحامد رضا البریلوی عفی عنہ بمحمد النبی
الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و سلمہ
اور اللہ تعالیٰ پاک و بلند زیادہ علم والا ہے اور اس
کا علم اتم اور زیادہ حکم ہے۔ اس کو کچھ محمد المعروف
عابد رضا بریلوی نے اللہ تعالیٰ اس کو اپنے پیارے
آئمہ نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و سلمہ کے وسیلہ سے
معاف فرمائے۔ (ت)

فی الواقع یہ تفصیل کہ قوت نازلہ جائز ہے مگر اس کا بواضع ایک نازلہ سے خاص باقی اس میں
ناجائز ہمارے ائمہ کو کام کا مذہب نہیں مصنف ضروری سوال کی تحریروں سے اس کی جہالت و بطالت صاف
ظاہر ہے بیشک ایسے شخص کو مفتی بنانا حلال نہیں نہ اس کے فتوے پر اعتقاد جائز، عجیب سدا القریب المجیب نے
جو امور بالحد میں کیے ضرور قابل لحاظ و مستحق عمل ہیں مسلمانوں کو ان کی پابندی چاہئے کہ باذنہ تعالیٰ حضرت
دینی سے محفوظ رہیں۔

و باللہ العصمۃ واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم
کتبہ عبدہ المذہب احمد رضا البریلوی
عفی عنہ بمحمد المصطفی النبی الامی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلمہ۔
اللہ کی رحمت سے ہی حفاظت ہے اور اللہ تعالیٰ
سبحانہ زیادہ علم والا ہے۔ اس کو کچھ محمد المعروف
احمد رضا بریلوی نے لکھا اسے حضرت محمد مصطفی النبی
الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و سلمہ کے وسیلہ سے معاف فرمائے۔